آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت کا ترجمان

بطل حاطفت سرکار مفتی اعظم ہند بریلی شریف

ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد

ایڈیٹر: مشتاق احمد نظامی

بیادگار

سلطان الہند، عطار رسول خواجۂ خواجگان خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ۔

زیر سرپرستی:۔ سلطان المناظرین حضرت مفتی اعظم کانپور، مولانا رفاقت حسین صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت،

بفضل حمایت:۔ حاجی بدن صاحب رضوی منڈ گوڈ، حاجی محمد سعید صاحب رضوی پاسنی، الحاج رحمت اللہ صاحب، معین بابو بوریس راجگا نکمپور یجوہر محمد علی صاحب مکرانہ، حافظ احمد رسول خانصاحب، حاجی خلیل احمد خسرؔ، اور واجد حسین صاحب رضوی جھریا۔

جلد نمبر ۳۵	شمارہ ۴	ماہ اپریل	سنہ ۱۹۸۰ء

ادارۂ تحریر

انوار احمد نظامی
محمد میکائیل ضیائی
ضیار حالوی، نسیم بستوی
اسلم بستوی، انور کلی بی کام
وارث جمال،
حسن رضا خاں ایم اے
بی، ایچ، ڈی۔

علامہ نظامی کی تصنیفات و مکتبۂ پاسبان کی مطبوعات

خون کے آنسو اوّل و دوم، انکشافات، قہر آسمانی، دیوبند کا نیا دین، عقائد اہلسنت، مجرم کون ہے؟ جماعت اسلامی کا شیش محل، دیندار کے بے نقاب چہرے، ہند کے راجہ کربلا کا مسافر، برالایمان، مینارۂ ہدایت، نسیم رحمت مکمل تین حصے، فردوس ادب ۴ حصے، مجموعہ بہار نور تک، فتاوی پاسبان، معارف حدیث، اشک ندامت، نغمۂ ترنم اور نشاط زندگی

مکتبۂ پاسبان الٰہ آباد ۳

اس شمارے میں

عناوین	صاحب قلم	صفحہ نمبر
شذرات	مشتاق احمد نظامی	۲
نعت شریف	انور ضیائی، شیخ علیم، ندیم،	۵
علم اور علماء کا مقام	مولوی محمد الیاس مصباحی	۶
دیوبندی عقائد کا آپریشن	مولانا مطیع الرحمن صاحب	۹
انوکھا جرم	مولانا الیف الرحمن نورانی	۱۱
مذہب حق	مولانا کمال احمد خانصاحب	۱۴
غزل، کرن اور شبنم	زار الٰہ آبادی، عاقل شہنوری	۱۹
باب الاستفتاء	علامہ مفتی شریف الحق صاحب	۲۰
حضرت معروف کرخی	ملک الظفر سہسرامی	۲۳
تبلیغی جماعت کا مصنوعی تقدس	مولانا عبد المبین نعمانی	۲۶
مجاہد دوراں	قمر الہدیٰ فریدی	۲۹
عہد جدید کی ترقیاں اور...	محمد میکائیل ضیائی	۳۲
تہذیب نو	محترمہ کوثر منیر صاحبہ	۳۵
کلکتہ میں سنی تبلیغی جماعت کا	مولانا وکیل الرحمن صاحب	۳۶
چند اہم خطوط...	(ادارہ)	۳۸
ہماری خبریں	" "	۳۹

○ اس دائرے کا سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے — منیجر

قیمت

سالانہ ۱۶ روپئے
فی پرچہ ۱.۵۰

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ
منیجر دفتر پاسبان
الٰہ آباد ۳

علامہ نظامی کی تصنیفات کا تازہ ترین ایڈیشن

کتاب	قیمت
خون کے آنسو اول	۶-۴۰
" " " دوم	۴-۸۰
انکشافات	۳-۵۰
قہر آسمانی	۶-۶۰
دیوبند کا نیا دین	۵-۵۰
فتاوی پاسبان	۴-۲۵
نسیم رحمت مکمل	۳-۶۰
فردوس ادب مکمل	۴-۶۰

مکتبۂ پاسبان الٰہ آباد ۳

انوار احمد نظامی پروپرائٹر ایڈیٹر پرنٹر و پبلیشر نے تاج آفسٹ پریس الٰہ آباد سے چھپوا کر دفتر پاسبان الٰہ آباد سے شائع کیا۔ خطاط سہیل احمد الٰہ آبادی

مشتاق احمد نظامی

شذرات

آخر صبر وضبط کی آزمائش کب تک؟

نوٹ:— عزیزی مولانا انوار　　　　دعائیں!

جمشید پور اور اڑیسہ کا پروگرام ختم کر کے میں پھر کلکتہ واپس آگیا۔ یہاں کا پروگرام بہت طویل ہوگیا ہے۔ کلکتہ اور مضافات کلکتہ کو اتنا وقت دینے کا مقصد یہ ہے کہ سنی تبلیغی جماعت کی جڑیں مضبوط ہوجائیں۔ خدا کا شکر ہے علماء ائمہ مساجد اور ذی شعور عوام نے اس دینی تحریک کو بطیب خاطر قبول کیا اور بہت سی مساجد میں درس قرآن کا سلسلہ شروع بھی ہوگیا ہے۔ ٹکیہ پاڑہ ہوڑہ میں اہلسنت کی مرکزی درس گاہ دارالعلوم ضیاء الاسلام ہے وہاں کے اساتذہ نے اس کمی کو محسوس کرتے ہوئے بہت دنوں پہلے سے درس قرآن کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ اب ان سے گزارش کی گئی ہے کہ وہ اپنے اس کام کو "سنی تبلیغی جماعت" سے وابستہ کر دیں ان کے جذبۂ خلوص اور باہمی تعلقات پر اعتماد ہے کہ وہ ایسا ہی کریں گے۔

اسی طرح خطیب ملت مولانا عزیز اللہ صاحب مظہری نے بھی اس سلسلہ کو بحسن وخوبی انجام دیا ہے۔ کمرہٹی کے علاقے میں درس قرآن کے علاوہ گشتی دستہ بھی بہ شکل وفد نکلتا ہے۔ اور پورے علاقے کو علامہ مظہری نے سمیٹ لیا ہے —— خطیب اہلسنت مولانا محمد قاسم صاحب علوی خطیب مسجد مٹیا برج جو ایک درویش صفت بزرگ کی روحانی یادگار ہیں ان کی سرپرستی میں "بزم رضائے مصطفےٰ" علاقائی سطح پر کام کر رہی ہے۔ ان لوگوں نے بھی دستوری طور پر "سنی تبلیغی جماعت" کو منظور کر لیا ہے۔ چنانچہ اپریل یا مئی میں ہونے والی "امام احمد رضا کانفرنس" بزم رضائے مصطفےٰ اور سنی تبلیغی جماعت کے زیر اہتمام ہوگی۔ مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ عزیز گرامی مقرر شعلہ بیاں مولانا سمیع اللہ صاحب خطیب جامع مسجد چاندانی بازار نے انگس ضلع ہگلی کی ہونے والی کانفرنس کو سنی تبلیغی جماعت کے زیر اہتمام کر دیا ہے —— حضرت مولانا وکیل الرحمٰن، مکرمی قاضی سراج احمد صاحب، جلالی، محبی محمد اسرائیل خاں صاحب، اشرفی، محمد کلیم صاحب حبیبی، صوفی نصیر الدین صاحب، حافظ غلام ربانی صاحب، حافظ عزیز الرحمٰن صاحب، علی اعظم صاحب، صوفی محمد قاسم صاحب۔ ان لوگوں کا ایک مضبوط دستہ ہے جو سنی تبلیغی جماعت کے کام کو آگے بڑھائے گا۔ مولانا وکیل الرحمٰن صاحب نے لین لائن مسجد میں ۲۷ فٹ لمبا ہال تیار کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اسی میں سنی تبلیغی جماعت کا مرکزی دفتر ہوگا۔ جس سے کلکتہ، بنگال، بہار اور اڑیسہ کے تبلیغی کام کو سنبھالا جائے گا۔ کلکتہ تینوں صوبوں کا سنگم ہے —— میں بر سو نکے بعد دھام نگر شریف حاضر ہوا۔ وہاں

”مجاہد ملت لائبریری“ اور ”خانقاہ حبیبیہ“ کو دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ میں لائبریری اور خانقاہ سے متعلق مضمون لکھوں گا۔
خانقاہ اور لائبریری کا برابر اعلان ہوتا ہے ——— بھدرک میں جامعہ حبیبیہ قادریہ بہت اچھا کام کر رہا ہے۔ بیس سے
زائد طلبہ کو کھانا دیا جاتا ہے۔ خانقاہ حبیبیہ دھام نگر شریف مخدوم زادہ مولانا عبد الوحید صاحب حبیبی کے زیر اہتمام مرکزیت
بنتی جا رہی ہے۔ جسے میں دار الشفا سے تعبیر کرتا ہوں۔ دھام نگر شریف حاضر ہو کر میں نے دادی اماں اور اماں کے مزار
مبارک پر حاضری دی۔ جس سے دل کو تسلی ہوئی ——— جمشید پور میں بھی مولانا عبد المبین صاحب نعمانی مدرس مدرسہ
غوثیہ نظامیہ، مولانا کمال احمد خاں صاحب، رضوی ناظم مدرسہ دار القرآن، مولانا قاری عبد الرزاق صاحب، خطیب گولموری
محب محترم مولانا قاری داؤد صاحب، خطیب مسجد ٹیلکو نے ”سنی تبلیغی جماعت“ سے متعلق بڑی حوصلہ افزا
باتیں کیں ———

کلکتہ کا ایک بہت ہی موقر روزنامہ اخبار ”غازی“ آج ۲۲ فروری نظر سے گزرا۔ یہاں کی ایک بہت ہی دل آزار کتاب سے متعلق
اخبار کے ایڈیٹر جناب وقار مشرقی کا اداریہ پسند آیا۔ اگلے شمارے میں اسی کو شریک اشاعت کر لینا۔

افسوس ناک، شرم ناک

۱۸۴۰ء میں تھومس کارلائل نے مختلف عظیم ہستیوں پر تقریریں کی تھیں۔ لندن میں ان تقریروں کو ایک کتابی شکل دی گئی
ہے جو ۱۸۴۱ء میں ”ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ“ کے نام سے بازاروں میں پیش کی گئی۔ اس سال سے اس کتاب کو بی، اے آنرز
میں کلکتہ یونیورسٹی نے بھی شامل کیا ہے۔ مغربی بنگال میں پچھلی دو دہائی سے ہر ایک کتاب پر نوٹس کی وبا پھیل چکی ہے۔
اور طلبہ نے نوٹس کی مدد سے اصلی کتاب کو بلکہ اصل کتاب سے زیادہ نوٹس کو پڑھ کر امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کی بری لت
ڈال لی ہے۔ اس لئے مختلف پبلیشروں نے نوٹس کی تیاریوں کے لئے یونیورسٹی کے پروفیسروں کی خدمات حاصل کر لی ہیں۔ انہیں
میں ایک پروفیسر اے، ایل گنگولی بھی ہیں۔ جنہوں نے ”ہیروز ہیرو ورشپ“ پر نوٹس لکھے ہیں۔

اس کتاب کو لکھنے سے قبل ایسا لگتا ہے کہ مصنف نے پہلے ہی سے ایک بات طے کر لی تھی کہ مسلمانوں کے سب سے بڑے اور
آخری پیغمبر خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ضرور کریں گے۔ اگر اس گستاخ اور دریدہ ذہن احمق پروفیسر
کو ذرا بھی تمیز ہوتی تو وہ اتنی سی عام بات پر بھی عمل ضرور کرتا۔ کہ کسی بھی مذہبی پیشوا کے خلاف ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے جا سکتے
جن کو خود سنجیدہ انسانی ذہن تک قبول نہیں کر سکتا۔ مسلمانوں کی تو بات ہی الگ ہے لیکن سخت ترین افسوس کی بات یہ بھی ہے
اس فرقہ پرست اور کم فہم پروفیسر نے ساری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات کو اس انداز سے مجروح کیا ہے کہ تہذیب بھی جن الفاظ
کے استعمال کی اجازت نہیں دیتی وہ الفاظ بھی ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف استعمال کئے گئے ہیں۔
قرآن کریم کے خلاف بھی سخت ناپسندیدہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

دریدہ ذہن و کمبخت پروفیسر گنگولی نے صفحہ ۳۲ پر مختصرات کے ضمن یہ الفاظ لکھ کر اپنی گستاخی کی ابتدا کی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔
دانتے نے جو عیسائیت کے گیت گائے ہیں وہ شمال کے غیر اہل کتاب والوں کے آدرا سے بلکہ (نعوذ باللہ) محمد کے خرابی
خیالات (باسٹرڈ بیگن ازم) سے بھی بدتر تھے۔ صفحہ ۳۴ پر دانتے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا موازنہ کرتے ہوئے گستاخ
مصنف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالات اور الفاظ کو غیر متوازن اکھڑ، احمقانہ وغیرہ بتلائے ہیں ——

گستاخ گنگولی نے صفحہ ۵۱ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ شیکسپئر سے کرتے ہوئے اپنے مختصر نوٹ میں یہ لکھا ہے "شیکسپئر ایک بے خبر پیغمبر تھے۔ چنانچہ وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ سچے اور عظیم تر تھے۔

اس طرح صفحہ ۵۲، ۵۳ اور کتاب کے صفحہ ۱۰۹ پر ان سے بھی زیادہ افسوسناک اور ناقابل تحریر الفاظ لکھے ہیں۔ جن سے دنیا بھر کے مسلمانوں اور اسلام سے محبت کرنے والوں کو سخت افسوس اور شرمندگی ہوگی۔ ہمارا یقین ہے کہ کبھی انگریز اور اطالوی مصنفین نے بھی شیکسپئر اور دانتے کے سلسلے میں اس طرح کے خیالات اور گندے الفاظ نہیں استعمال کئے ہوں گے۔ جو مغربی بنگال کے خبطی پروفیسر اے، ایل گنگولی نے استعمال کئے ہیں۔

سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ اس کو اسی سال محکمۂ تعلیم حکومت مغربی بنگال نے اپنے طلباء کے لئے منظور کیا ہے۔ یا یہاں کی حکومت، محکمہ تعلیم، یہاں کی پولس سب ہی اس بات سے غافل ہیں کہ ایسی ایک کتاب کلکتہ کے بازاروں میں فروخت کی جارہی ہے۔ اس سے کیا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ آج بھی محکمۂ تعلیم میں مسلمانوں اور اسلام سے نفرت کا جذبہ قائم ہے۔ فرقہ پرست اور اسلام دشمن عناصر کو پھلنے پھولنے کا پورا موقعہ فراہم کیا جارہا ہے۔ اور ہر حکومت بایاں محاذ کو اسلام اور مسلمانوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ غرضیکہ دیدہ و دانستہ طور پر اسلام پر حملہ کی حمایت کی جارہی ہے۔ اگر حکومت بایاں محاذ کو مذہب پسند نہیں ہے تو وہ الگ ہے۔ لیکن وہ مذہب کو پسند کرنے والوں اور ان کے برگزیدہ اور عظیم پیغمبران اسلام کو برا بھلا کہنے کی اجازت نہیں دی سکتی۔ اس کا حق اس کو کسی نے نہیں دیا ہمارا دستور بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔

ہم حکومت مغربی بنگال سے یہ پرزور مطالبہ کریں گے کہ فوراً اس کتاب کو وہ ضبط کرے۔ اس کی تمام کاپیوں کو دریا برد کرائے اور گستاخ مصنف کو گرفتار کر کے اس کے خلاف توہین اسلام کا مقدمہ چلائے۔ اگر وہ اب بھی سرکاری ملازمت میں ہے تو اس کی ملازمت ختم کی جائے۔ تاکہ وہ نئے اور ناپختہ ذہنوں میں زہر بھرنے کا مسموم کام پھر نہ کر سکے اور دوسروں کو عبرت ہو کہ ایسا کرنے میں سراسر نقصان ہے۔ اس کے علاوہ حکومت اس کی گرفتاری سے امن و نظم کو برقرار رکھنے میں کامیاب ہو سکے گی۔

(بشکریہ روزنامہ "غازی" کلکتہ ۲۴، فروری ۸۰ء اتوار جلد ۷ شمارہ ۳۱۳-)

نوٹ:- ایک غیر مصدقہ اطلاع ہے کہ مغربی بنگال گورنمنٹ نے اس کتاب کی ضبطی کا آرڈر دے دیا ہے مگر اس کے باوجود مارکیٹ میں کتاب فروخت ہو رہی ہے۔ لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ بنگال گورنمنٹ اس سلسلے کو بھی ختم کرے اور ملک گیر پیمانے پر جماعتی سطح پر ایسی تحریک چلائی جائے جس سے توہین نبوت علیہ التحیتہ والثناء کا یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ ادارہ پاسبان جناب وقار مشرقی صاحب کو ان کے نیک اور مستحسن اقدام پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

جناب انور ضیائی پلاموی

نعت شریف

لو محمد سے جس نے لگا لی
اس نے بیشک رضا حق کی پالی
وہ نہ ہرگز پھرا ہاتھ خالی
تیرے در کا ہوا جو سوالی
یاد جب آئی روضے کی جالی
باادب ہو کے گردن جھکالی
دولت دو جہاں اس نے پالی
جس پہ آقا نظر تو نے ڈالی
میری کشتیٔ دل ڈوب جاتی
تیرے قرباں کہ تو نے بچالی
تیرے در کے گدا پر فدا ہوں
تیرے در کی تو ہے شان عالی
حشر میں سایہ افگن رہے گا
ساری امت پہ دامان عالی
بس یہی اب ہے دل کی تمنا
دیکھ لوں تیرے روضے کی جالی
شرم عصیاں سے آنسو بہا کر
بات انور نے بگڑی بنالی

مولانا شیخ محمد علیم الدین صاحب

نعت شریف

محمد لے کے آئے آخری پیغام رسالت کا
ہوا ہے ختم جن پر سلسلہ دور نبوت کا
گھٹا رحمت کی یوں برسی کہ صحرا ہو گیا گلشن
نگاہوں میں سمایا ہے عجب نظارہ قدرت کا
محمد مصطفےٰ آئے بہار بے خزاں لے کر
ہوائیں گنگناتی ہیں ترانہ خیر و برکت کا
نگاہیں ہو گئیں روشن مٹی ذہنوں کی تاریکی
اجالا اس طرح ہر سمت ہے شمع ہدایت کا
شب معراج بلوایا خدا نے عرش اعظم پر
ہے رتبہ کس قدر اونچا رسول اللہ کی عظمت کا
گزر ہوتا تھا جس جانب کبھی سرکار دو عالم کا
رہا کرتا تھا ان کے سر پہ سایہ ابر رحمت کا
نبی سے جس کو الفت ہے جو پابند شریعت ہے
اسے کیا خوف محشر کا اسے کیا ڈر قیامت کا
زہے قسمت بہ انداز تکلم پیش کرتا ہوں
مرا ہر شعر نذرانہ ہے گلہائے عقیدت کا
علیم تشنہ پر بھی ہو کرم اے ساقی کوثر
عطا کر دیجئے اک جام صہبائے طریقت کا

جناب ندیم گورکھپوری۔

شہ مدینہ حبیب داور کہاں نہیں ہے کدھر نہیں ہے
عیاں ہے راز حیات ان پر مری بقا کو ہے ناز ان پر
زمین ان کی گگن بھی ان کا یہ سارا عالم چمن بھی ان کا
میرے نبی ہیں جگت کے دولہا مرے تمہارے سبھو کے آقا
در نبی پہ گداؤ آؤ یہیں پہ بنتی ہے سب کی بگڑی
وہاں پہ پہنچے حضور اکرم جہاں ملک بھی نہ جا سکے ہیں
مگر جو دیکھے تمام جلوے کسی میں ایسی نظر نہیں ہے
ہیں میرے مالک شفیع محشر مجھے تو خوف و خطر نہیں ہے
کہو جہاں میں وہ کون شے ہے کہ جس میں ان کا اثر نہیں ہے
انھیں سے روشن تمام عالم کوئی بھی الشا قمر نہیں ہے
تمہیں جو دے دے تمہارا مقصد کسی میں ایسا جگر نہیں ہے
ندیم کہہ دو تمہارے جیسا تمیرا محمد بشر نہیں ہے

مولوی محمد الیاس مصباحی

علم اور علماء کا مقام

قرآن حکیم میں فرمایا۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط (پ ۲۳۔ رکوع ۱۵)

یعنی تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان (کنز الایمان)

یعنی ذی علم اور بے علم کبھی بھی برابر نہیں ہو سکتے۔

حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ ــــــ

کہ حصولِ علم کو جاؤ اگرچہ چین جانا پڑے، دوسری حدیث جو مشکوٰۃ و ترمذی وغیرہا میں پوری تفصیل کے ساتھ مروی ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت ابن قیس اس طرح فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو الدرداء کی مصاحبت میں مسجد دمشق میں بیٹھا تھا کہ ایک مرد آئے اور اس طرح ہم کلام ہوئے کہ اے ابو درداء میں مدینۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سفر کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور محض احادیث کریمہ سننے کی غرض سے کیونکہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ حضور سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں اور اس کے سوا میری کوئی غرض و غایت نہیں۔ تو حضرت ابو الدرداء نے فرمایا کہ میں نے سنا، فرماتے تھے کہ جو کوئی بھی ایسی راہ پر چلا جس میں وہ حصولِ علم کا خواہاں ہے تو وہ جنت کی راہوں میں سے ایک راہ سے چلتا ہے۔ اور فرشتے اپنے مقدس پروں کو طالب علم کی رضا کے لئے بچھا دیتے ہیں۔ اور فرمایا ــــ

اِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ الخ

یعنی عالم دین کے لئے ہر وہ شیئی استغفار کرتی ہے جو زمین و آسمان میں ہے۔ یہاں تک کہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی عالم کے مغفرت کی دعائیں کیا کرتی ہیں اور اسی حدیث کا ٹکڑا ہے کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے کہ بدر کامل کی فضیلت تمام سیاروں پر۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہیں کہ انبیاء علیہم السلام نہ تو وراثت میں دینا چھوڑتے ہیں اور نہ درہم، بلکہ وراثت میں علم چھوڑتے ہیں تو جو علم حاصل کرے اسے زیادہ حصہ لینا چاہیئے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

ایک حدیث میں عالم کی فضیلت بتاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ــــ

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ ــــ

کہ ایک عالم کی فضیلت ایک عابد پر ایسی ہی ہوتی ہے جیسے کہ میری فضیلت تم میں سے کسی ادنا انسان پر ہے۔ اور حضور نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔

اس لئے مسلمانوں کو اس فریضہ کی ادائیگی کا پورا پورا لحاظ کرنا چاہیئے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

کہ علم دین کا سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے نیز یہ کہ اس رزم گہہ حیات میں ہر ہر قدم پر علم کی اشد ضرورت پڑتی ہے۔ یہاں تک کہ سعدی شیرازی پکار اٹھے ؎

کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

فضیلت علماء کو قرآن نے ان لفظوں میں بیان فرمایا

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (پ ۲۸۔ ع ۲)

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا۔ درجے بلند فرمائے گا۔ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ (کنز الایمان)

اور قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم خداوندی ملا کہ آپ زیادتی علم کی دعا مانگیں۔ اور فرمائیں رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا۔ اے میرے رب مجھے زیادہ دے۔ تیسری آیت کریمہ میں فرمایا گیا۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ (پ ۵ ع ۱۴)

اور تمہیں سکھایا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور آپ پر خدا کا بڑا فضل ہے۔ اس آیت میں بتلایا گیا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب و حکمت کے اسرار و حقائق پر مطلع کیا۔ نیز اس آیت میں علم کو فضل الٰہی شمار کیا گیا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمُتَعَبِّدُ بِغَيْرِ فِقْهٍ كَالْحِمَارِ فِي الطَّاحُوْنِ

کہ بغیر فقہ علم دین کے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسا چکی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں۔ (رواہ نعیم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کا ستون ہوتا ہے اور اس دین کا ستون علم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زندگی کے ہر شعبہ میں جہاں بھی دین و اسلام کے ہمہ گیر دامن میں پناہ لینے کی ضرورت ہوگی تو اس سے قبل دین کے ستون یعنی علم کا دامن تھامنا ہوگا۔ اور نہا نخانۂ دل کے ظلمات کو انوارِ علم سے مزین کرنا ہوگا۔

حضرت حسن بصری کا ایک قول اس بارے میں ہے کہ علم دین کا صرف ایک باب سیکھ لینا اور اس پر عمل پیرا ہو جانا دنیا و فیہا کی تمام نعمتوں سے افضل و برتر ہے۔ اس سے علم کی اہمیت اور علماء کی فضیلت صاف عیاں ہو جاتی ہے اور خاص کر علم دین کی عظمت جس کے بغیر انسان دنیا و آخرت دونوں میں رسوا و پشیماں ہوتا ہے اور مقام رفیع سے ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ مگر باعمل متقی و پرہیز گار اور خدا ترس علماء جن کے بارے میں روایت ہے کہ علماء کے قلم کی سیاہی شہداء کے خون کے ساتھ تولی جائے گی۔ اور سیاہی خون پر غالب آجائے گی۔ نیز انھیں امر بالمعروف اور ناہی عن المنکر علماء کرام کے بارے میں یہ قول ثابت ہے۔

نَوْمُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ

کہ علماء کرام کا سونا بھی عبادت ہے۔ کیونکہ علم قربت خداوندی کا ایک ہموار راستہ اور رحمت ایزدی کی ایک استوار راہ ہے جس سے انسان بارگاہ الٰہی میں مقبول اور مستجاب ہو جاتا ہے تو خدا بھی اپنے رحم و کرم کا سایہ اس پر دراز تر فرماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طالب علم حالت طالب علمی میں اگر انتقال کر جائے تو شہید کا درجہ پاتا ہے۔

اور یہ علم ہی کی خصوصیت ہے کہ ایک عالم کو شیطان کے مقابلہ میں ہزار عابدوں سے زیادہ سخت بتایا گیا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ امام شافعی نے تو یہاں تک فرمایا کہ علم دین کی طلب نفل نماز سے افضل و برتر ہے۔

ایک روایت ہیں جو کہ حضرت عبد اللہ ابن مبارک سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اختیار دیا گیا کہ وہ علم اور سلطنت و بادشاہت میں سے کسی کو چن لیں۔ تو انھوں نے مملکت پر علم دین کو ترجیح دی اور اسی کو اختیار کیا اور اس علم کی برکت اتنی ہوئی کہ وہ چہار دانگ عالم کے مالک، اور ذرہ ذرہ کے حاکم بن گئے۔ اور جن و بشر، چرند و پرند اور ہوا بھی ان کے اک اشارۂ ابرو کا محتاج اور محکوم بن گئے۔ اور ساری خدائی

ان کی قدم بوس ہو گئی۔

عبد الملک بن مروان نے اپنے فرزندوں کو پند و نصائح کی تو اس بات پر بہت ترغیب اور تاکید کی کہ علم دین حاصل کرو کیونکہ اگر تم علم کے ساتھ صاحب مال و ثروت ہو گئے تو علم ہمارے لئے دولت دارین فراہم کرے گا۔ جس سے اس فانی کائنات میں حصول رزق کر کے ذریعہ معاش پیدا کر سکتے ہو اور آخرت میں بھی علم ہی چین و سکون کی دولت عطا کرے گا۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰہ ولیاجاھلاً قط۔

اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنی ولی نہ بنایا۔ یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا۔ اس کے بعد ولایت کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔ کیونکہ علم دین جو ظاہری علم ہے جو اسے نہیں رکھتا۔ تو علم باطن جو کہ اسی کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ اسے کیوں کر پا سکتا ہے۔

ہاں ان بدبخت علمار کی مذمت بھی کی گئی ہے جو کہ دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر اس کی ظاہری تر و تازگی پر فریفتہ اور اس کی فانی محبت میں گرفتار ہیں۔ اور علم کو محض دینوی مال و متاع کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ بنا کر خود بدنام زمانہ ہوتے ہیں اور دین سے بھی تنفر کا موقع دیتے ہیں۔ اور جو علمار اس کے رنگ و بو سے بے رغبت ہو کر محض یاد خدا اور ذکر رسول میں مشغول ہیں اور دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہیں۔ انھیں کو وراثت انبیار کا صحیح حق دار قرار دیا جا سکتا ہے۔

جن علمار کی توصیف قرآن و حدیث سے ثابت ہے سب انھیں باعمل علمار کے لئے ہے۔ جن کے بارے میں حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہٗ العالی احیاء العلوم میں رقم طراز ہیں۔

سُئل ابن المبارک مَنِ النَّاسُ فقال العلماء۔

یعنی ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تلمیذ حضرت عبد اللہ ابن مبارک جو کہ حدیث و فقہ اور معرفت و ولایت اور علوم ظاہر و باطن سب کے امام اجل ہیں ان سے کسی نے سوال کیا کہ آدمی درحقیقت کون ہیں تو فرمایا۔ علمار، تو اس پر امام غزالی نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو عالم نہ ہو امام ابن مبارک نے اسے آدمی نہ شمار کیا کیونکہ بہائم اور انسان میں علم ہی کا فرق ہے اور اسی سے وہ ممتاز اور اشرف ہے۔

آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت کے زیر اہتمام شاندار اجلاس

مورخہ ۳۱، مارچ ۱۹۸۰ء سے ۵، اپریل تک آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت کے زیر اہتمام حسب ذیل پروگرام کے مطابق متعدد مقامات پر شاندار اجلاس منعقد ہوں گے۔ جن میں بحر العلوم امام التارکین سرکار مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمن صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ، خطیب مشرق پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی، بانی آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت، فاضل جلیل حضرت مولانا سید اشتیاق عالم صاحب، خطیب الہند حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی، پٹنہ)۔

مقرر گرامی حضرت مولانا جہانگیر خاں صاحب (بھاگلپور)، اور عندلیب خوشنوا جناب معشوق عالم صاحب بھاگلپوری۔ کے علاوہ دیگر علمار کرام و شعراء عظام شرکت فرمائیں گے۔

۳۱، مارچ ۸۰ء بروز پیر، بمقام مدرسہ حنفیہ غریب نواز سیونڈیہہ بوکارو اسٹیل سٹی۔ یکم اپریل بروز منگل بمقام خانقاہ عالیہ شہباز یہ ملاچک بھاگلپور۔ ۲، // // بدھ سنگ رام پور بھاگلپور۔ ۳ اپریل بروز جمعرات بمقام ڈمراواں بھاگلپور۔ ۴، اپریل بروز جمعہ بمقام مدرسہ خیر الاسلام جرتیا بھاگلپور۔ ۵، اپریل بروز سنیچر بمقام مدرسہ خیر المدارس عمر پور بھاگلپور۔

المعلن: - مولانا محمد علیم الدین رضوی۔
ڈمراواں - بھاگلپور۔

حضرت مولانا محمد مطیع الرحمٰن صاحب قسط ۱

دیوبندی عقائد کا آپریشن

علماء دیوبند کی کفری و گندہ عبارات کا علمی و تحقیقی جائزہ

منظور ہے اس بزم میں اصلاح مفاسد
نشتر جو لگاتا ہے وہ دشمن نہیں ہوتا

برادر مکرم سلام و رحمت

ایک ہفتہ کے بعد پرسوں شام کو مدرسہ پہنچا تو آپ کا اور ساتھ ہی حضرت "پاسبان ملت" کا بھی نوازش نامہ ملا مگر پاسبان نہ مل سکا ——— آج پھر باہر جا رہا ہوں اور جلدی جلدی میں آپ اور "پاسبان ملت" کے حکم کی تعمیل میں قلم برداشتہ یہ مضمون ارسال کر رہا ہوں۔ حضرت "پاسبان ملت" نے جو عنوان مجھے تحریر فرمایا ہے وہ ——— یا ——— آپ جس عنوان سے مناسب سمجھیں پاسبان کے کسی گوشہ میں جگہ دیدیں ——— آئندہ سے کوشش کروں گا کہ ایڈوانس ہی مضمون بھیج دیا کروں مگر خدارا آپ بھی اپنے طور پر "پاسبان" کو اس کی پرانی روایات کے مطابق معیاری بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ امید ہے مزاج عالی بخیر ہوں گے جملہ احباب سے سلام کہئے۔ اور حضرت "پاسبان ملت" سے قدمبوسی! ۔ آپکا ۔ محمد مطیع الرحمٰن رضوی

خداوند قدوس نے مسلمانوں کو جس جادۂ حق اور راہ راست پر چلنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ قرآن کریم کی زبان میں اس کا نام "صراط مستقیم" ہے یعنی افراط و تفریط کے درمیان ایک معتدل راستہ، جس میں نہ تو دین موسوی کی طرح سختی ہے کہ جس جگہ نجاست لگ جائے اسے کاٹ کر پھینک دینا پڑے۔ اور نہ ہی دین عیسوی کی طرح نرمی کہ سور اور شراب تک حلال ہو جائے۔

لیکن افسوس! کہ عہد صحابہ ہی میں لوگوں نے دین کے اندر افراط و تفریط کو راہ دینا شروع کر دی تھی اور مسلمان کہلانے والوں میں جبریہ و قدریہ، روافض و خوارج جیسے فرقے ظاہر ہونے لگے تھے کسی کا عقیدہ تھا کہ انسان مجبور محض ہے۔ اسے کوئی اختیار نہیں۔ اس کا ہر فعل مشیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔ تو کوئی یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ انسان مختار مطلق ہے اسے کوئی احتیاج نہیں۔ اپنے افعال کی تخلیق خود کرتا ہے کسی کا مذہب تھا کہ صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی دشمنی ہی اسلام ہے تو کسی کا مسلک تھا کہ مولائے کائنات کی بغاوت ہی ایمان کی علامت اور پہچان ہے ———

اور ان تمام باتوں میں ——— اہل سنت و جماعت نے افراط و تفریط کی درمیانی راہ، بیچ کی کڑی اور معتدل راستہ کو اپنایا۔ گویا۔ ؎

کسی نے لی رہ کعبہ کوئی گیا سوئے دیر
پڑے رہے ترے بندے مگر ترے در پر

انہوں نے کہا کہ نہ تو انسان مجبور محض ہے کہ اسے کوئی اختیار ہی نہ ہو اور اس کا ہر فعل مشیت الٰہی کا نتیجہ ہو نہ ہی

مختار مطلق ہے کہ اسے کسی قسم کا احتیاج ہی نہ ہو اور اپنے افعال
کی تخلیق خود کرے ۔ نہ تو صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی دشمنی
اسلام ہے نہ ہی مولائے کائنات کی بغاوت ایمان کی علامت
دپہچان ـــــ بلکہ ـــــ
انسان ایک گونہ مجبور ہے تو ایک گونہ مختار بھی وہ اپنے افعال
کا خالق تو نہیں مگر کاسب ضرور ہے ـــ جس طرح صدیق اکبر
اور فاروق اعظم کی دشمنی قاطع اسلام ہے اسی طرح مولائے کائنات کی
بغاوت بھی ایمان کی علامت کی منافی ۔ وہ سب کے سب عادل،
رسول کے صحابی اور ہمارے پیشوا ہیں ـــــ اس کے بعد
اور اس کے بعد تو نئے نئے عقاید کا جیسے ہیضہ پھوٹ پڑا ہو ۔ نہ جانے
کتنے فرقوں نے جنم لیا اور کتنے مذاہب رونما ہوئے کسی نے تشبیہ
کی راہ اپنائی تو کوئی تعطیل کے راستہ پہ لگا کوئی جذب میں کھو کر
رہا تو کوئی عقل کا مدعی بن بیٹھا ـــــ مگر بایں ہمہ کوئی
فرقہ، کوئی گروہ ایک ہی مسئلہ میں افراط و تفریط دونوں کا شکار
نہ ہوا ۔ لیکن حیرت میں ڈوب کر پڑھنے کی بات ہے کہ دیوبندی
فرقہ نے اپنے معتقدات میں افراط و تفریط دونوں کو جگہ دیدی ۔
ایک طرف تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو نبی ہی
نہیں تسلیم کرتے اور دوسری طرف رام، کرشن اور گوتم بدھ تک
کو نبی مان رہے ہیں چنانچہ تحذیر الناس مصنفہ بانی دار العلوم
دیوبند کے صـ۴ پر ہے ۔ "آپ موصوف بوصف نبوت بالذات
ہیں ۔ اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض"
صـ۱۰ پر ہے ۔ ذات بابرکات محمد صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بالذات
بالنبوۃ ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض، صـ۱۶ پر ہے ظاہر
ہے کہ اس صورت میں فرد اکمل وہ واسطہ فی العروض ہوگا جو اپنے
معروضات کے حق میں موصوف بالذات ہوتا ہے" صـ۳۴ پر ہے ۔
"آپ کا وصف نبوت میں واسطہ فی العروض اور موصوف بالذات
ہونا اور انبیاء ماتحت علیہم السلام کا آپ کے فیض کا معروض ہونا
تحقیق معانی خاتمیت پر موقوف ہے جس کی شرح وبسط کما ینبغی
اوپر کرچکا ہوں ۔" ـــــ

جس کا ماحصل یہ ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وصف
نبوۃ سے بالذات متصف اور دوسرے انبیاء کرام کی نبوت کے لئے
واسطہ فی العروض ہیں ـــــ دوسرے انبیاء کرام وصف نبوت
سے بالعرض متصف اور ذو الواسطہ ہیں ـــــ اور واسطہ فی العروض
کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ صفت صرف واسطہ ہی میں ہوتی ہے ۔ ذو الواسطہ
میں نہیں ـــ ہاں صرف کسی تعلق کے پیش نظر اس پر بھی مجازاً اطلاق
کر دیا جاتا ہے ۔ جیسے صندوق میں بند چیز کی حرکت کے لئے صندوق
کی حرکت واسطہ فی العروض ہیں، کیونکہ حرکت صرف صندوق ہوتی ہے
اور جو چیز اس میں بند ہے اس میں نہیں ہوتی ہاں صندوق میں بند
ہونے کی وجہ سے اسے بھی مجازاً متحرک کہہ دیا جاتا ہے ـــ بس
جب واسطہ فی العروض کی صورت میں صفت صرف واسطہ ہی میں
ہوتی ہے ذو الواسطہ میں نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ
فی العروض ہوئے دوسرے انبیاء کرام ذو الواسطہ ہو بداہۃً مطلب
یہی ہوا کہ نبوت سے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی متصف
ہیں آپ کے علاوہ اور کوئی بھی نبی نبوت سے اصلاً متصف نہیں
ہاں صرف تعلق کی بنیاد پر ان پر بھی اطلاق کر دیا جاتا ہے ـــ
یہ ہے دیوبندی فرقہ کا باب نبوۃ میں افراط کہ بیک قلم سارے
انبیاء کرام کی نبوت کا انکار کر دیا ۔
اور اب تفریط ملاحظہ فرمائیے کہ دائرہ نبوت کو وسیع کرتے
کرتے کہاں تک پہنچا دیا ۔ چنانچہ جمعیۃ العلماء کا ترجمان ہفت
روزہ الجمعیۃ دہلی جلد ۵۹ شمارہ ۴۳ ہفتہ ۲۲ محرم ۱۳۹۴ھ
۱۶ فروری ۱۹۷۴ء صـ۱۷ کالم ۲ پر ہے ۔
"دیوبند کے علماء کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ رام، کرشن
اور گوتم بدھ مسلمان کے لئے اتنے ہی مقدس ہیں جتنا کہ حضرت
محمد ہیں انھوں نے کہا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اغلب ہے کہ رام، کرشن وغیرہ
بھی پیغمبر ہوں اور کم سے کم ان میں سے ایک یعنی گوتم بدھ تو ضرور
پیغمبر ہے" ۔ معاذ اللہ ۔
مگر اہل سنت وجماعت (بریلوی) صراط مستقیم پر گامزن
ہیں نہ تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ سارے

بقیہ صفحہ ۱۸ پر

مولانا الیف الرحمن صاحب نورانی مصباحی

دربار لگا ہوا ہے، ہر کوئی ادب اور قرینے سے اپنی اپنی جگہ بیٹھا ہوا ہے۔ یہ دربار عام درباروں سے بالکل مختلف نظر آتا ہے، کیونکہ نہ تو اس کے لئے کوئی عالی شان پرشکوہ عمارت ہے اور نہ ہی اس میں ظاہری زیب و زینت سے کام لیا گیا ہے، حاجب و دربان کا بھی کہیں دور دور تک نام و نشان نہیں۔

ایک معمولی سا مکان ہے جس کی چھت کھجور کی ٹہنیوں سے بنائی گئی ہے۔ فرش پر سنگ مرمر کی جگہ کنکری ڈال دی گئی ہے بیٹھنے کے لئے کرسی یا تخت کا کوئی انتظام نہیں، بلکہ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی بچھی ہوتی ہے۔

دنیا کی نگاہوں نے کبھی یہ نظارہ نہ دیکھا ہوگا کہ جس فرش پر ملک کا سب سے بڑا سرمایہ دار بیٹھا ہو، جس کے قبضے میں پورے ملک کے بازار کا نرخ ہو جب چاہے قیمت کو گھٹا دے اور جب چاہے قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں۔ اسی کے پہلو میں وہ فاقہ مست انسان بھی بیٹھا ہوا دکھائی پڑتا ہے۔ جس کو رہنے تک کے لئے مکان بھی میسر نہیں۔

مگر یہاں کوئی کسی کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا، کسی سے نفرت نہیں کرتا۔ یہاں عزت و عظمت کی بنیاد نہ تو مال و دولت پر ہے اور نہ جاہ و حشمت اور لباس فاخرہ پر ——— بلکہ صفات عالیہ اور خصائل فاضلہ معیار شرافت و بزرگی ہیں۔ اسی لئے امیر و غریب، شاہ و گدا، آقا و غلام کی یہاں کوئی تخصیص نہیں، سبھی پہلو بہ پہلو بیٹھے نظر آتے ہیں۔

یہی وہ مکان ہے جس میں بندہ اپنے رب کے سامنے سر بسجود ہو کر اپنی بے کسی اور بے چارگی کا اقرار کرتا ہے اور اسی میں عدل و انصاف کا فیصلہ بھی صادر کیا جاتا ہے، یہاں کسی کی آمد پر کسی طرح کی رکاوٹ نہیں، ہر شخص آسکتا ہے کوئی روک ٹوک نہیں صرف پاک و صاف ہونا شرط ہے۔

یہ دربار حاکم مطلق کا بھی ہے اور اس کے نائب کا بھی۔ یہی وہ دربار ہے جہاں سیاست و جہانبانی کا درس دیا جاتا ہے اسی دربار سے دنیا نے اخوت و مساوات کا سبق سیکھا ہے یہیں سے صداقت و عدالت کے خورشید نے طلوع ہو کر سارے عالم کو صدق و عدل کی روشنی سے منور کیا ہے۔ یہیں سے سخاوت و شجاعت کی کرن پھوٹی ہے۔ اسی دربار سے امن عالم کی صدا گونجی ہے، اسی دربار سے غلامی کی لعنت کے خلاف سب سے پہلے آواز بلند ہوئی ہے۔ اسی دربار سے عورتوں کے حقوق کے قوانین پاس ہوئے ہیں۔ اسی دربار سے انسانیت کے مقام کو ارفع و اعلیٰ بنایا گیا ہے ———

یہ دربار کسی دنیاوی شہنشاہ کا نہیں ہے۔ یہ تاجدار دو عالم کا دربار ہے، انیس بیکساں کا دربار ہے، ہادی انس و جاں کا دربار ہے، مالک کون و مکاں کا دربار ہے۔ مختار کائنات کا دربار ہے۔ جناب محمد رسول اللہ کا دربار ہے وہ معمولی سا مکان مسجد نبوی ہے اسی کے صحن میں صحابہ کرام کے جھرمٹ میں رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں حقائق و معارف کے سربستہ راز زبان نبوت سے آشکارا ہو رہے ہیں

—— کہ اتنے میں ایک شخص حاضر ہوتا ہے۔ اور بصد ادب و احترام عرض کرتا ہے ——:

"یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا، مجھے پاک و صاف کیا جائے مجھ سے جرم سرزد ہوا ہے قانون نافذ کیا جائے!"

اللہ اکبر —— ! یہ کیسا دربار ہے کہ یہاں مجرم خود اپنے جرم کا اقرار کر رہا ہے۔ سزا کا طلب گار ہو رہا ہے۔ دنیا نے تو یہی دیکھا تھا کہ مجرم سزا کے خوف سے اپنے کو چھپاتا ہے اور حکومت اس کی تلاش میں پولیس اور جاسوس کی خدمات حاصل کرتی ہے بہ ہزار دقت و پریشانی اگر گرفتاری بھی ہو جاتی ہے تو مجرم اپنے جرم کو چھپانے کے لئے سینکڑوں جتن کرتا ہے۔ جھوٹا شاہد و گواہ تیار کرتا ہے اور آخر وقت تک کوشش کرتا ہے کہ جرم ثابت نہ ہو سکے سزا سے کسی طرح بچ جائے —— مگر یہ کیسا انقلاب آگیا ہے کہ مجرم جرم کرتا ہے جس کی خبر کسی دوسرے کو نہیں، جرم کرتے ہوئے کسی نے دیکھا نہیں جب تک خود نہ ظاہر کرے قانون کا ہاتھ وہاں نہیں پہنچ سکتا، حکومت کے کارندے پکڑ نہیں سکتے —— مگر ضمیر ملامت کرتا ہے کہ اگرچہ کسی انسان کو خبر نہیں مگر خالق دو جہاں تو دیکھ رہا ہے، احکم الحاکمین کی گرفت سے تو بچ نہیں سکتے وہ تو ضرور سزا دے گا۔ اس لئے اگر اس کی سخت گرفت سے بچنا چاہتے ہو تو آج اپنے جرم کا اقرار کر لو، یہاں کی سزا وہاں کی بہ نسبت معمولی ہو گی۔

یہی وہ جذبہ ہے جس نے اسے دربار رسالت میں حاضری دینے پر مجبور کیا اور حاضر ہو کر اپنی خطا کا اظہار اس طرح کرتا ہے —— "یا رسول اللہ! رمضان شریف کا مہینہ ہے خدا کے فرمان کے مطابق روزہ رکھے ہوئے تھا کہ نفس نے بہکایا اور اپنی بیوی سے قربت کر لی۔ خواہشات نفسانی سے مجبور ہو کر روزہ کی حالت میں مجامعت کر لی ہے، لہٰذا قانون جو بھی سزا تجویز کرے اس کے لئے حاضر ہوں، مجھے آخرت کی سزا سے بچایا جائے ——"

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اگر تم نے قانون شریعت کی خلاف ورزی کی ہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ تم ایک روزہ کے عوض مسلسل ساٹھ روزے رکھو ——!"

سائل نے دست بستہ عرض کیا —— "یا رسول اللہ! خدا نے ایک مہینہ روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا مگر اس کے شرائط کی حفاظت نہ کر سکا تو ساٹھ روزے مسلسل کیسے رکھ سکوں گا۔ یہ تو میرے لئے بہت مشکل ہے ——!"

سائل نے عرض کیا —— "اپنی حیثیت اتنی نہیں کہ غلام آزاد کر سکوں ——"

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا —— "تو پھر ساٹھ مسکین کو کھانا کھلاؤ پاک و صاف ہو جاؤ گے ——!"

عرض کیا —— "یا رسول اللہ! اپنی حالت تو یہ ہے کہ ایک دن کھاتا ہوں تو دوسرے دن کی فکر رہتی ہے۔ ساٹھ مسکین کو کیسے کھلا سکتا ہوں ——"

مختار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بیٹھ جاؤ!" ابھی زیادہ وقت بھی نہ گزرا تھا کہ ایک صاحب تھوڑی سی کھجور لیکر دربار رسالت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ جان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول فرمایا اور سائل کو دیتے ہوئے کہا —— "اس کھجور کو لے جاؤ اور غرباء و فقراء میں تقسیم کر دو کفارہ ادا ہو جائے گا۔"

سائل عرض کرتا ہے —— "یا رسول اللہ! مدینے میں مجھ سے زیادہ غریب کوئی نہیں ——" مختار کائنات نے تبسم بکھیرتے ہوئے فرمایا —— "اچھا لے جاؤ خود بھی کھاؤ اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلاؤ۔ تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا ——" وہ صاحب کھجور اٹھاتے ہیں اور شاداں و فرحاں روانہ ہو جاتے ہیں ——!

دربار میں موجود صحابہ کرام اس انوکھے اور نرالے مجرم کو دیکھتے ہیں جسے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رحمۃ للعلمینی سے پاک و صاف فرما دیا تھا۔ اور ساتھ ہی کھانے کا نظم بھی فرما دیا تھا۔

آج کا انسان ہوتا تو رسول کریم کے اس طرز عمل پر چیخ اٹھتا۔

"ایک روزے کا کفارہ مسلسل دو ماہ روزے رکھنا یا ایک غلام آزاد کرنا یا ساٹھ مسکین کو دو دو وقت کھانا کھلانا قرآن نے متعین کیا ہے ۔ یہ تھوڑی سی کھجور اس کا کفارہ کیسے بنے گی نیز اگر بن جائے تو مجرم کے لئے حلال کیسے ٹھہرے گی ؟ — یا رسول اللہ! آپ کا یہ طرز عمل سراسر قرآن کے خلاف ہے —"!

مگر قربان جایئے حضرات صحابہ کے ایمان و اسلام پر کہ انہیں رسول عربی کے طرز سے کوئی حیرت نہیں ہوئی اور حیرت ہوتی بھی تو کیسے —؟ وہ جانتے تھے کہ ہمیں جس رسول نے کفارہ روزہ کے متعلق قرآن کے مذکورہ بالا احکام سے روشناس کرایا ہے وہ رسول صرف قانون داں ہی نہیں بلکہ قانون ساز بھی ہے ۔ لہٰذا جس کے لئے جو حکم تجویز فرمادیں درست ہے ۔

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۔

ہاں صحابہ کا اس پر بھی ایمان و یقین تھا کہ زبان رسول سے جو کچھ بھی ادا ہوتا ہے وہ حکم الٰہی ہوتا ہے ۔ —

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى ۔

بقیہ مجاہد دوراں صفحہ ۳۲ سے آگے

مومن کی شان اللہ اکبر

میری تمنا ہے کہ مولانا کی یہ آن بان ، یہ شان و شوکت یہ قدر و منزلت تا عمر برقرار رہے تاکہ اپنے ہی نہیں ، بیگانے بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ ؎

تو نخل خوش ثمر کیستی کہ باغ و چمن
ہمہ ز خویش برید ند و در تو پیوستند

بقیہ معروف کرخی ص ۲۵ سے آگے

پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد آپ کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے مجھے بخش دیا ۔ پھر پوچھا کہ آپ — اپنے تورع اور زہد کی وجہ سے بخشے گئے فرمایا نہیں اس امر کے باعث کہ میں تمام تعلقات ترک کر کے صرف خدا کی طرف مشغول ہو گیا تھا ۔ حضرت سری سقطی فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو عرش کے نیچے مدہوش دیکھا ندا آئی کہ یہ کون ہے فرشتوں نے کہا کہ بار الٰہا تو ہی واقف ہے ۔ فرمایا ہمارا معروف کرخی ہے جو ہماری محبت میں متوالا و مست ہو گیا ہے ۔ یہ ہمارا جمال دیکھے بغیر ہرگز ہوش میں نہ آئے گا ۔ اور نہ اسے ہمارے دیدار کے سوا کسی طرح بھی تسلی ہوگی ۔ آپ کی قبر بھی تریاق مجرب کے نام سے مشہور ہے ۔ آپ کی قبر پر جو لوگ حاجت لے کر جاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ پوری کر دیتا ہے ۔ ساری زندگی شوق و محبت الٰہی میں بسر کر دی ۔ ۲ محرم سنہ ۲۰۰ھ میں وصال ہوا ۔ بغداد میں مزار ہے ۔

دو روزہ جلسۂ دستار فضیلت

مشرقی ہند میں اہلسنت کی منفرد و مثالی درسگاہ دارالعلوم خیریہ نظامیہ سہرام کا یہ عظیم الشان تاریخی اجلاس ۲۴ ، ۲۵ ، اپریل سنہ ۸۰ء مطابق ۸ ، ۹ ، جمادی الآخر سنہ ۱۴۰۰ھ بروز جمعرات و جمعہ دارالعلوم کے وسیع و عریض میدان میں منعقد ہو رہا ہے ۔ جس میں ملک کے مشاہیر علماء و مشائخ اور شعراء شرکت فرما رہے ہیں ۔ تمام برادران ملت و ہمدردان قوم سے پر زور اپیل ہے کہ امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح جوق در جوق شریک اجلاس ہو کر دستار بندی و تقسیم اسناد کے روح پرور مناظر نظارہ فرمائیں ۔ اور تمام کارکنان جلسہ و دارالعلوم کی حوصلہ افزائی فرمائیں ۔ نوٹ :۔ علماء کرام و شعراء کے اسمائے گرامی کا باضابطہ اعلان پوسٹر کے ذریعہ کیا جائے گا ۔

المعلن ۔ مہتمم دارالعلوم خیریہ نظامیہ سہرام (بہار)

مولانا کمال احمد خانصاحب رضوی

زیر نظر مضمون "الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ" مصنفہ حضرت مولانا شیخ محمد حسن جان مجددی سرہندی سجادہ نشین درگاہ شریف سائنداد (ولادت ۱۲۷۸ھ وفات ۱۳۴۶ھ خلف اکبر حضرت سراج الاولیا خواجہ عبدالرحمٰن فاروقی مجددی معصومی (علیہما الرحمتہ) کا آسان اور عام فہم اردو ترجمہ ہے۔ اصل کتاب فارسی زبان میں ہے جس کو ترکی کے شہرۂ آفاق تبلیغی ادارہ ("مکتبہ ایشیق") استنبول ترکی نے نہایت اہتمام سے شائع کر کے ساری دنیا میں مفت تقسیم کیا ہے۔

امید ہے کہ اصل کتاب کی طرح اس ترجمہ کو بھی پسند کیا جائے گا ــــ مولانا کمال احمد صاحب رضوی نانپاروی صدر مدرس مدرسہ عربیہ دارالقرآن۔ ڈاکر نگر جمشید پور، قابل ستائش ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کو اردو میں منتقل کر کے اردو داں طبقہ پر احسان کیا ہے۔ اس کتاب کے مندرجات خاص طور سے ان لوگوں کے لئے نہایت مفید اور کار آمد ہیں جو سنی وہابی اختلافات کو مولویوں کا جھگڑا کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے گزارش ہے کہ انصاف و دیانت اور پوری غیر جانبداری کے ساتھ وہابیوں کے عقائد کا مطالعہ کریں۔ اور اندازہ لگائیں کہ سنی حضرات ان سے جو اختلافات رکھتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ کیا ہے؟ کیا سنیوں نے بلا وجہ ان کے خلاف محاذ جنگ قائم کر رکھا ہے یا اس کے کچھ حقیقی اسباب و علل بھی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ کوئی بھی انصاف پسند شخص ان گستاخانہ، اور گندے عقائد کو پڑھ کر وہابیوں کے بارے میں خوش فہمی کا شکار نہ ہو گا۔ اور اچھی طرح جان لے گا کہ مذہب حق کیا ہے۔ خدائے قدیر حق قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین

محمد عبدالمبین نعمانی
خادم دارالعلوم غوثیہ نظامیہ جمشید

یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ کہ اس زمانے میں اسلام کا نام لے کر ایک ایسا فرقہ نمودار ہوا ہے۔ جو اپنا نام اہلحدیث بتاتا ہے، اس فرقے کے لوگ اہلسنت کے مقابلے میں اپنے کو عمل و کردار کے اعتبار سے بلند ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ ایسا صرف اس لئے کرتے ہیں تاکہ ساری قوم اپنے مذہب ہو جائے۔ اور چاہتے ہیں کہ اپنی اس ظ مذہب و ملت کے اصل نور کو بجھا دیں۔ اس ف سے پہلے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی ہیں۔ جو

ان ۱۲۵۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے محمد ابن عبدالوہاب کی کتاب بنام "کتاب التوحید" کا ترجمہ کیا۔ اور ...لایمان کے نام سے شائع کیا۔ پھر صراط مستقیم وغیرہ ...کو تالیف کیا۔ ان کے شاگرد عبداللہ غزنوی، نزیر حسین ...ور صدیق حسن خان بھوپالی اسی طرح مدرسہ دیوبند ...اور لوگوں نے کثیر کتابوں اور رسالوں کی تالیف کر ...ت سے بندگان حق کو راہ حق سے برگشتہ کرنے کی ...ش کی۔

(جب یہ فرقہ بدعقیدگی میں مشہور ہوگیا) تو اخیر میں ...کی دو قسمیں ہوگئیں۔

۔ ایک نے اپنا نام اہلحدیث رکھا۔

۔ دوسرے نے حنفی (دیوبندی)

اہل حدیث نے تقلید شخصی کا انکار کیا۔ علماء صلحاء و اولیاء ...و بدعت کا فتویٰ لگایا۔ دوسرے فرقہ نے اپنے نفاق ...یقے کو پردہ حنفیت میں پوشیدہ رکھا۔ ظاہری عمل سے ...ے حنفی ہیں۔ لیکن عقیدہ میں پہلے فرقے کے ساتھ (یعنی اہل حدیث)

اس فرقے نے لباس حنفیت کو اس لئے زیب تن کیا۔ ...ہیں وہابی ہمیں نہ سمجھ سکیں۔ سچ پوچھئے۔ تو اس فکر ...بہت کامیاب ہوئے۔

لہٰذا مسلمانو! ہوشیار!!

یہ جماعت ثانی پہلی جماعت سے زیادہ خطرناک ہے ...اکثر خطاب اس مضمون میں اسی فرقے سے ہے (جو فرقہ حنفی بتاتا ہے۔ حالانکہ در اصل وہابی ہے) اگر اسکے ...مل کو دیکھئے۔ تو کہنا پڑے گا۔ سچا مسلمان یہی ہے ...ہی ناپاکیوں کی خبر ہو تو آپ کہیں گے۔ یہ لوگ شیطان سے بدتر ہیں۔ ؎

کار شیطاں می کند نامش ولی
گر ولی ایں است لعنت بر ولی

بظاہر انتہائی متقی۔ پرہیزگار۔ لمبا کرتا۔ سفید داڑھی حد شرع سے بھی آگے بڑھی ہوئی۔ نرم و شیریں بولی۔ لوگوں کی ایذا رسانی پر صبر۔ ایک طرف یہ تمام خوبیاں۔

دوسری طرف بزرگوں پر طنز۔ چاروں بزرگوں کے سلسلے (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ) سے انکار۔ چاروں مذہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کی تقلید سے انکار اولیاء اللہ کی کرامت کے منکر اور ارواح طیبہ سے مدد مانگنے کو شرک جانتے ہیں۔ یہ لوگ مردوں کی روحوں پر ایصال ثواب کے منکر۔ یہ دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں کی تعین کے منکر۔ یہاں تک کہ شفیع عاصیاں آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے منکر۔ ان کی زیارت کے لئے سفر کو حرام جانتے ہیں۔ یہاں تک کہ لفظ یارسول اللہ سے ندا کو بھی حرام جانتے ہیں اور اسی طرح انبیاء و صلحاء کی روحوں کے وسیلہ کو بھی حرام جانتے ہیں۔

اس قسم کے اور بہت سے باطل عقائد ہیں۔ چونکہ وہابیوں کا ذکر درمیان میں آیا۔ اس لئے مناسب ہے کہ پہلے کتابوں کے حوالوں کو اور اس کے مصنفوں کو پیش کر دوں۔ تاکہ لوگ انکی کتابوں کو دیکھ کر فریب سے بچیں۔ اگرچہ نقل کفر کفر نہیں ہے پھر بھی اس کے لکھنے سے دل بھی کانپتا ہے۔ اور قلم بھی۔ اس لئے کہ اس کا ذکر بے ادبی سے خالی نہیں ہے۔ اگرچہ واقعہ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن ضرورت کا اقتضا یہی ہے کہ ذکر ہی کیا جائے۔

عزیزو۔ اس جماعت کی پونجی مسئلہ توحید ہے۔ اور یہ لوگ

...ظاہر داری یہ دیوبندی حضرات اپنے آپ کو حنفی بنتے ہیں غیر مقلدین کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیتے ہیں جس سے ان کی اصل غیر مقلدیت ظاہر ہوتی ...فرقے سے اور یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ان کی رشتہ داری محض غیر مقلدین سے ہے اور حنفیت کا لبادہ صرف دھوکا دینے ...ہندوستانے اوڑھے ہوئے ہیں۔ ۱۲ مترجم۔

توحید کو اپنی جماعت کے ساتھ خاص جانتے ہیں ۔ اور دوسروں کو مشرک فی التوحید سمجھتے ہیں ۔ لیکن ان کی توحید کا حال یہ ہے۔

ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں	ترجمہ
۱۔ ممکن است کہ حق تعالے دروغ گوید و حق تعالے را از جہت ومکاں منزہ دانستن بدعت و گمراہی است	اللہ تعالے کے لئے جھوٹ بولنا ممکن ہے اور اللہ کو جہت ومکان سے پاک جاننا بدعت و گمراہی ہے

ملخصاً ایضاح الحق اسمٰعیل دہلوی ص۲۲ وصیانۃ الایمان ص۵ مولفہ شہود الحق شاگرد نذیر حسین و براہین قاطعہ مصدقہ رشید احمد گنگوہی ص۳ ۔

۲۔ حق تعالے بر عرش نوشتہ است بر کرسی ہر دو پائے خود داشتہ است و کرسی از اں چر چر میکند ۔	اللہ تعالے عرش پر بیٹھا ہے اپنے دونوں پیر کرسی پر رکھے ہوئے ۔ اور کرسی چرچرا رہی ہے ۔ معاذ اللہ

ترجمہ آیۃ الکرسی از وحید الزماں (غیر مقلد)

۳۔ صفات او تعالے حادث اند و علم تفصیلی او تعالے ہم حادث است ۔	اللہ کی صفات بھی حادث ہیں اور اس کا علم تفصیلی بھی حادث ہے ۔

اقامۃ البرہان عبد الاحد غازی پوری دازاحتہ العیب ص۷ ۔

۴۔ او تعالے پیش از خلق آسمان و زمین در ہوا می ماند ۔	اللہ تعالے آسمان و زمین کی تخلیق سے پہلے ہوا میں رہتا تھا ۔

فتاوی محمدیہ ص۳ سطر ۲۳ ۔

توحید کے بارے میں ان کے یہ عقائد ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان کے عقائد [illegible]نات کیسے ہیں ۔ یا اس کے بھی چند نمونے ہدیۂ ناظرین ہیں ۔

۱۔ آنحضرت خاتم النبیین نیست کہ الف لام برائے عہد خارجی است ۔	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں ہیں کہ الف لام عہد خارجی کے لئے ہے ۔

جامع الشواہد بحوالہ نصر المومنین ص۲ تا ۱۲ مولفہ صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد ۔

۲۔ تمام انبیاء در تبلیغ احکام معصوم نیستند	تمام انبیاء احکام کی تبلیغ میں معصوم نہیں ہیں ۔

جامع الشواہد بحوالہ کتاب رد تقلید ص۱۲ مطبوعہ صدیقی بار اول مؤلفہ صدیق حسن خاں ۔

۳۔ تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بمقدار تعظیم برادر کلاں کردن باید ۔	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی تعظیم کے برابر کرنا چاہئے ۔

تقویۃ الایمان ص۶ سطر ۲، ۳، مؤلفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی [1]

۴ ہر مخلوق خورد باشد یا کلاں ۔ در پیش شان او تعالے از چمار ہم ذلیل است ۔	ہر مخلوق خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اس کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے ۔

تقویۃ الایمان ص۱۲ سطر ۱۵ ۔

۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در قبر حیات ندارد بلکہ مردہ و خاک شد	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ نہیں ہیں بلکہ مر کر مٹی میں مل گئے ۔

تقویۃ ایمان ۔

---

[1] واضح رہے کہ ان کو غیر مقلد لوگ بھی اپنا پیشوا مانتے ہیں اور دیوبندی، تبلیغی، مودودی بھی چنانچہ اسی لئے دونوں فرقوں نے تقویۃ الایمان کا عربی ترجمہ کرکے انکے اعتماد کا اظہار کیا ہے ۔ مشہور دیوبندی مولوی ابو الحسن ندوی نے اسکا ترجمہ کیا ہے جسکا نام "رسالۃ التوحید" رکھا ہے اور مرکزی دار العلوم بنارس کے مدرس مولوی عبد الوحید رحمانی غیر مقلد اہلحدیث نے بھی اس کا عربی ترجمہ کیا ہے اسکا نام ہے تقویۃ ایمان عربی اور دیوبندی و غیر مقلد دونوں حضرات اپنے بعض مدارس میں اسکا درس بھی دیتے ہیں ۔ مترجم ۔

۶۔ سفر بقبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومشاہد او ومساجد او وسفر بقبر نبی یا ولی و دیگر بتاں وغیرہ شرک اکبر است

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور شہیدوں کے مزاروں اور ان کی مسجد کی طرف سفر کرنا۔ یا کسی نبی و ولی اور دیگر بتوں وغیرہ کی طرف سفر کرنا شرک اکبر ہے۔

تقویۃ الایمان ص۶۲ و کتاب التوحید محمد ابن عبدالوہاب ص۱۲۲۔

۷۔ علم غیب آنحضرت را آنچہ او خدا تعالےٰ عطا کردہ است اعتقاد کردن بد است۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم غیب ہے۔ خدا نے عطا کیا ہے۔ یہ عقیدہ غلط ہے۔

۸۔ خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در نماز بدتر از خیال گاؤ خر است۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال لانا گائے گدھے کے خیال سے بدتر ہے۔

صراط مستقیم ص۹۳ مولفہ مولوی اسمٰعیل۔

۹۔ عصائے من از محمد بہتر است در قتل مار وغیرہ۔

میری لاٹھی محمد سے بہتر ہے۔ سانپ وغیرہ کے قتل میں۔ (معاذ اللہ)

اوضح البراہین ص۱۰ بحوالہ سید احمد دحلان مکی۔

۱۰۔ اولیاء و انبیاء بیکار اند۔

اولیاء و انبیاء بیکار ہیں۔

تقویۃ الایمان ص۲۹

۱۱۔ انبیاء و اولیا ہیچ قدرت ندارند و ہیچ نشنوند ص۲۳، ۲۹

انبیاء و اولیاء کچھ قدرت نہیں رکھتے ہیں اور کچھ نہیں سنتے ہیں۔

۱۲۔ نظیر او علیہ السلام دیگر نبی ہم پیدا شدن ممکن است

نبی علیہ السلام کے مثل دوسرے نبی کا پیدا ہونا ممکن ہے

تقویۃ الایمان ص۳

۱۳۔ آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم در علم غیب چہ خصوصیت است ہمچنیں علم زید وعمرو و دیگر بلکہ ہر کودک و دیوانہ بلکہ جمیع بہائم و حیوانات را ہم حاصل۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب میں کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم زید وعمر و بکر بلکہ ہر بچے اور دیوانے بلکہ تمام چوپایوں اور جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ (معاذ اللہ)

حفظ الایمان مؤلفہ اشرف علی تھانوی ص۷ مطبوعہ دیوبند

۱۴۔ آنحضرت را علم از ملک الموت و شیطان کم است و ہر کہ عقیدۂ آں کند کہ علم او علیہ السلام از ملک الموت و شیطان زیادہ است و بنص ثابت است ایں شرک است۔

آنحضرت کا علم ملک الموت اور شیطان سے کم ہے۔ اور جو ایسا عقیدہ رکھتے۔ کہ ان کا علم ملک الموت اور شیطان سے زیادہ ہے اور نص سے ثابت ہے۔ یہ شرک ہے۔

براہین قاطعہ ص۵۱

۱۵۔ اجماع امت کہ سند آں ہما معلوم نباشد حجت شرعی نیست۔

اجماع امت جس کی سند ہم کو معلوم نہیں ہے حجت شرعی نہیں ہے۔

معیار الحق ص۱۲۱

۱۶۔ از خواندن کتب متداولہ فقہ آدمی کافر می شود۔ باید کہ آں کتب سوختانیدہ شوند۔

عام فقہ کی کتابیں پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ ان سب کتابوں کو جلا دینا چاہیئے۔

بوئے غسلین از مولوی عبدالجلیل سامرودی۔

۱۷۔ در وقت ضرورت پیغمبراں شہیداں فرشتگاں را ندا کردن شرک است

ضرورت کے وقت پیغمبروں شہیدوں فرشتوں کو پکارنا شرک ہے

تقویۃ الایمان ص۵

۱۸۔ انبیاء و اولیاء را شفیع خود دانستن شرک است
انبیاء و اولیاء کو اپنا شفاعت کرنے والا جاننا شرک ہے۔
تقویۃ الایمان ص۶۔

۱۹۔ این زماں را تمام مردم کافر اند۔
اس زمانے کے تمام لوگ کافر ہیں۔
تقویۃ الایمان ص۴۵۔

۲۰۔ رامچندر کرشن جی لچھمن این جملہ انبیاء برحق بودند بر آنہا ایمان آوردن واجب است۔
رامچندر۔ کرشن جی لچھمن یہ تمام انبیاء برحق تھے ان پر ایمان لانا واجب ہے۔
ہدایۃ المہدی ص۸۵ از وحید الزماں۔

۲۱۔ نبی ولی را مزارات مثل بت است ازاں مدد خواستن شرک است۔
نبی و لی کے مزارات بت کے مثل ہیں۔ ان سے مدد چاہنا شرک ہے۔
ہدایۃ السائل از صدیق حسن خان ص۳۰۸

۲۲۔ تقلید شخصی و میلاد مبارک و قیام وظیفۂ یارسول اللہ و یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ و سوم و چہارم و یازدہم پیر پیراں۔ و اسقاط میت این جملہ کفر و شرک و بدعت است
تقلید شخصی اور میلاد مبارک اور قیام یا رسول اللہ کا وظیفہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ۔ سوم۔ چہارم اور پیر پیراں کی گیارھویں اور اسقاط میت یہ تمام کفر شرک و بدعت ہے۔
لوامع الانوار ص۸۰ مؤلفہ غلام حسن ساہو والا و براہین قاطعہ ص۴۸ دستہ مزدوریہ مع فتوی عبد الجبار امرتسری۔

۲۳۔ آنحضرت علیہ السلام در نزد او تعالیٰ از ذرۂ ناچیز ہم کمتر است۔
آنحضرت علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں۔ معاذ اللہ
تکویۃ الایمان ص۳۳۔

۲۴۔ ہر کہ از مزار ولی اللہ امداد خواہد او کافر و بے ایمان و شیطان است۔
جو اللہ کے ولی کے مزار سے مدد چاہتا ہے۔ وہ کا[فر بے] ایمان و شیطان ہے۔
تذکیر الاخوان ص۱۵۴ و ص۲۱۱ مع تقویۃ الایم[ان]

۲۵۔ خاندان قادری، نقش بندی، چشتی، وغیرہ گمراہ اند۔ تعویذ و رشتہ و مراقبات کردن شرک است۔
خاندان قادری نقش[بندی] چشتی وغیرہ گمراہ ہیں۔ تعو[یذ ...] اور مراقبہ کرنا شرک ہے۔
تذکیر الاخوان ص۷

یہ ہیں وہ مختصر عقائد وہابی، دیوبندی جنہیں [...] کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد ان کے [...] فقہی مسائل و اعمال پیش کئے جا رہے ہیں۔ (باق[ی ...])

بقیہ دیوبندی عقائد کا آپریشن صفحہ ۹ [...]

انبیاء کرام کی نبوت کے یک لخت منکر ہیں اور [...] رام، کرشن اور گوتم بدھ کی نبوت و رسالت کے مثبت [...] کا کہنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے بالذ[ات] متصف ضرور ہیں مگر دوسرے انبیاء کرام کے لئے واسط[ہ] نہیں بلکہ واسطہ فی الثبوت ہیں ——— جس کا مطلب [...] ہے کہ صفت واسطہ اور ذوالواسطہ دونوں ہی میں [...] واسطہ میں بالذات اور ذوالواسطہ میں بالواسطہ جیسے قلم [...] ہاتھ کی حرکت واسطہ فی الثبوت ہے حرکت بالذات ہاتھ [...] ہوتا ہے اور ہاتھ کے واسطے سے قلم میں بھی ——— یوں ہی [...] ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالذات متصف ہیں اور دوسر[ے انبیاء] کرام حضور کے واسطے سے۔ مگر متصف وہ بھی ہیں ——— یوں ہی وہ رام کرشن ہوں کہ گوتم بدھ جن کو قرآن و حدیث [نے] واضح طور پر نبی نہیں بتایا ان کی نبوت کا اثبات بھی [...] کرتے ——— اس لئے کہ جس طرح کسی نبی کی نبوت کا ا[نکار] کفر ہے۔ اسی طرح غیر نبی کو نبی کہنا بھی کفر ہے۔

حضرت رازؔ الہ آبادی

غزل

ہر ایک شخص کو حاصل غمِ حبیب کہاں
تمہاری یاد میں رونا مجھے نصیب کہاں
یہ سب تمہارے کرم پر ہے منحصر ورنہ
تمہاری بزم کہاں اور یہ غریب کہاں
میں اپنی جاگتی آنکھوں سے آج پوچھوں گا
جگا کے سو گیا مجھکو میرا نصیب کہاں
مسافتوں کے سمندر ہیں بیچ میں حائل
جنہیں قریب میں سمجھا ہوں وہ قریب کہاں
بس ان کے دیکھنے والوں کو دیکھ لیتا ہوں
خود ان کو دیکھ سکوں یہ مرا نصیب کہاں
نہ ملتے خاک میں ملتا جو آپ کا دامن
ہمارے اشک مگر اتنے خوش نصیب کہاں
قلم اٹھاؤں میں کیا ان کی بے وفائی پر
یہ واقعہ ہے مگر واقعہ عجیب کہاں
تمہیں یہ ناز تھا تم نے بھی پھیر لی آنکھیں
بنے گا اب میرا بگڑا ہوا نصیب کہاں
ہر ایک شاخ پہ صیاد کی نگاہیں ہیں
نشیمن اپنا بنائے اب عندلیب کہاں

بس ایک ان کی نگاہوں کے ماسوا اے رازؔ
ہمارے درد کا اس دور میں طبیب کہاں

عاقل شہنوری

کرن اور شبنم

کہہ رہی تھی قطرۂ شبنم سے سورج کی کرن
چوم لیتی ہے ترے رخسار کو بادِ چمن
پھوٹتی ہوں جس گھڑی میں سینۂ خورشید سے
شاد ہو جاتی ہے میری آنکھ تیری دید سے
پر شناسا میں نہیں کس آنکھ کی جوتی ہے تو
بوند ہے پانی کی یا بھیگا ہوا موتی ہے تو
یا بنایا ہے خدا نے پھول کا زیور تجھے
جستجو منزل کی تجھ کو ہے یہ تیری راہ کیا
پھول کی پتی ہے ہر تو عبادت گاہ کیا
سن کے یہ شبنم لگی کہنے یہ کیا کرتی ہے تو
کیوں فضا کی گود میں میری ثنا کرتی ہے تو
میں کوئی زیور ہوں نہ جوتی ہوں نہ موتی ہوں میں
چھوڑ کر رفعت یہاں تقدیر کو روتی ہوں میں
تھا تصور یہ ملے گی ، زندگی ، جاوداں
سود کے بدلے ملا مجھ کو یہاں دامِ زیاں
ہستی گل بھی فنا ہے پھر کہاں سودا مجھے
خاک کی وابستگی نے کر دیا رسوا مجھے
یا گرایا ہے زمیں پر دیدۂ اختر تجھے

نور ہے نہ نار ہے نہ زینتِ افلاک ہے
جس سے چھوٹے دامنِ رفعت وہ گویا خاک ہے

فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب امجدی

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آپ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیم کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر صحابۂ کرام اسے کیوں نہیں استعمال کرتے تھے۔؟ جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے پانی اور لعاب دہن کے بارے میں حدیثوں میں آیا ہے۔

جواب۔ جی ہاں! ہمارا ہی نہیں بلکہ اسلاف میں بہت سے محققین کا یہی مذہب ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ و التسلیم کے فضلات مبارکہ خصوصاً سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلات اقدس پاک وطیب و طاہر ہیں۔ اور حدیثوں میں یہ وارد ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے استعمال بھی فرمایا ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوۃ جلد اول میں اس کو ذکر فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں کہ صحابۂ کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بول مبارک اور خون کو تبرک بناتے تھے۔ تفصیلی طور پر یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چارپائی کے نیچے پیشاب فرمانے کے لئے ایک برتن رکھے ہوئے تھے۔ اور بوقت حاجت اس میں پیشاب فرماتے تھے۔ ایک بار حضرت ام ایمن نے پی لیا صبح کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن کو ملاحظہ فرمایا اس میں کچھ نہ تھا۔ ام ایمن سے پوچھا! اس میں پیشاب تھا کیا ہوا۔؟ انھوں نے عرض کیا۔" میں نے اسے پی لیا۔" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جاؤ تمہیں کبھی پیٹ میں درد نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک اور خادمہ نے بول مبارک پی لیا تھا۔ اس پر حضور نے انھیں فرمایا۔

صِحَّتَ یَا اُمِّ یوسف

اے ام یوسف زندگی بھر تندرست رہو گی۔ تمہیں کوئی بیماری نہ ہوگی۔ چنانچہ عمر بھر سوائے مرض موت کے انھیں کوئی بیماری نہ ہوئی۔ ان خادمہ کی کنیت ام یوسف تھی۔ ——

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک پی لیا تھا۔ اس کی برکت سے اس کے جسم سے اور کئی پشت تک اس کی اولاد در اولاد کے جسم سے خوشبو آتی تھی۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار سینگی لگوائی۔ اس سے جو خون نکلا اسے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیا۔ کہ اسے کسی پوشیدہ جگہ پر ڈال آؤ! وہ اسے پی گئے۔ حضور نے ان سے پوچھا تم نے وہ خون کیا کیا۔ عرض کیا میں اسے پی گیا۔ میں نے اپنے پیٹ سے زیادہ پوشیدہ کوئی جگہ نہیں پائی۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے بہادر اور جواں مرد ہونے کی انہیں بشارت دی۔

دوسری روایت میں ہے کہ ایک حجام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سینگی لگائی جو خون اس نے چوسا اسے باہر کلی کرنے کی بجائے پی گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں صحت وعافیت کی بشارت دی۔ جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم مبارک کو مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چوسا اور اسے نگل گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انھیں جنتی ہونے کی بشارت دی۔

عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان روایتوں سے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک اور خون مبارک پاک ہیں۔ اسی قیاس پر علماء نے فضلات مبارکہ کو طاہر کہا ہے۔ عینی شارح بخاری حنفی نے شرح بخاری میں اس کی تصریح کی ہے۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک ودم مبارک پاک ہیں۔ اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات مبارکہ کی طہارت پر بہت سے دلائل ہیں۔ ائمہ دین نے اسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے شمار کیا ہے۔ یہی حضرت شیخ امام قاضی عیاض سے نقل کرتے ہیں کہ اہل علم وحدیث کا ایک گروہ اس کا قائل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات مبارکہ پاک ہیں۔ اور بعض اصحاب شافعی کا بھی یہی قول ہے نیز اسی مدارج میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا براز مبارک (پاخانہ) زمین نگل جاتی تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کر کے تشریف لائے تو میں کچھ نہیں پاتی۔ میں نے دریافت کیا تو فرمایا اے عائشہ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے جو کچھ باہر نکلتا ہے اسے زمین نگل لیتی ہے دوسری روایت میں ہے کہ ایک صاحب (غالباً حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ) اس انتظار میں تھے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کر کے واپس آئیں تو میں تبرک استعمال کروں۔ جب حضرت کی واپسی کے بعد یہ اسی جگہ پہنچے تو وہاں کچھ نہ تھا۔ خوشبو اٹھ رہی تھی۔ یہ روایتیں اگر کسی کو نہ ملے تو وہ اپنی لاعلمی پر ماتم کرے یہ مسئلہ ایسا نہیں جسے ہر کس وناکس کے سامنے بیان کیا جائے۔ ہمارے علماء نے بضرورت اپنی کتابوں میں اس مسئلہ کو لکھا ہے۔ عوام کالانعام کے سامنے یہ مسئلہ ہرگز ہرگز نہ بیان کیا جائے۔ بے سلیقہ مقررین اسے عام مجمعوں میں بیان کرتے ہیں۔ یہ احتیاط کے خلاف ہے۔ مقررین بیان کر کے اپنی فیس وصول کر کے چل دیتے ہیں۔ مفتی کا کام دار الافتاء کے سر پڑھ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں عوام کالانعام کے ذہن میں یہ مسئلہ مشکل سے آئے گا۔ اس سے ان کے ایمان میں تزلزل پیدا ہونے کا اندیشہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس شعر کے بارے میں کہ یہ صحیح ہے یا نہیں ؎

فلاح دو عالم انہیں کے لئے ہے
جو مرضی خیر الامم چاہتے ہیں

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شعر میں خیر الامم سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر الامم کہنا درست ہے؟

جواب۔ یہ شعر اپنی جگہ پر صحیح ہے۔ خیر الامم سے یہ امت بھی مراد ہو سکتی ہے۔ مطلب یہ ہوا اس شعر کا جو اس امت مرحومہ کی مرضی چاہے گا۔ پوری امت کے مرضی کے مطابق

کام کرے گا۔ اس لئے دارین کی فلاح ہے۔ تفصیل یہ ہے
کہ پوری امت کی مرضی کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ حدیث
میں ہے۔

لا تجتمع امتی علی الضلالۃ

میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ تو اگر کسی بات پر پوری امت
اتفاق کرے وہ بات یقیناً حق ہوگی۔ اور اس پر عمل کرنے والا
بلاشبہ فلاح دارین کا مستحق ہوگا۔ چند افراد کی مرضی پوری امت
کی مرضی نہیں ہوگی۔ پوری امت کی مرضی کا مطلب یہی ہوتا ہے
جس پر سب امت متفق ہو۔ اسی صورت میں یہ کہنا درست
ہوگا کہ امت کی مرضی یہ ہے۔ چند افراد کی مرضی کو امت کی
مرضی نہیں کہہ سکتے اور اگر خیرالامم سے حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم ہی کو مراد لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ امت
کے معنی جہاں جماعت اور گروہ کے ہیں وہیں امام کے بھی
ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ان ابراھیم کان امۃً قانتاً للہ حنیفا

بیشک ابراہیم ایک امام تھے۔ اللہ کے فرماں بردار
(ہر برائی سے) جدا۔ اس کی تفسیر میں خاتم الحفاظ امام
جلیل اجل سیوطی لکھتے ہیں۔

اماماً قدوۃً جامعاً لخصال الخیر۔

امام پیشوا تھے۔ ہر اچھی عادتوں کے جامع۔ اس کے
تحت علامہ صاوی لکھتے ہیں۔

قیل الامۃ الذی یقتدیٰ ویؤتم
بہ لانہ کان اماماً یقتدیٰ بہ۔

ایک قول یہ ہے کہ پیشوا تھے جن کی اقتدا کی جاتی تھی
اس لئے کہ حضرت ابراہیم ایسے امام تھے جن کی پیروی کی جاتی
تھی۔ اور خازن میں ہے۔ الامۃ فُعلۃٌ بمعنی
مفعولۃ وھو الذی یوتم بہ وکان ابراھیم
علیہ السلام اماما یقتدیٰ بہ۔

ایک قول یہ ہے کہ اُمَّۃٌ فُعْلَۃٌ کے وزن پر مفعول
کے معنی میں ہے جس کی اقتدا کی جائے۔ اور ابراہیم علیہ
الصلوٰۃ والتسلیم امام ہیں جن کی اقتدا کی جاتی ہے۔ اس
تقریر پر خیرالامم کا معنی ہوا۔ "تمام پیشواؤں، اماموں
سے بہتر" اور یہ معنی یقیناً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
پر صادق ہے۔ دوسرے معنی امت کے معلم خیر کے ہے
یعنی لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے والا ۔۔۔ حضرت
عبداللہ بن مسعود کا یہی قول ہے۔ خازن میں ہے۔

احدھا قول ابن مسعود الامۃ معلم الخیر یعنی
انہ کان معلماً للخیر یاتم بہ اھل الدنیا۔

امت کے معنی بھلائی سکھانے والے کے ہیں۔ حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔ اس معنی کر ابراہیم
علیہ السلام اس لئے امت ہیں کہ وہ لوگوں کو بھلائی کی تعلیم
دیتے تھے۔ صاوی میں ہے۔

قیل الامۃ معلم الخیر ای انہ کان معلماً
للخیر یاتم بہ اھل الدنیا۔

اس امت کے معنی بھلائی سکھانے والے کے ہیں حضرت
ابراہیم علیہ السلام امت تھے کہ وہ لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتے تھے
دنیا والے ان کی اقتدا کرتے ہیں اس تقریر پر خیرالامم کے
معنی یہ ہوئے "بھلائی کی تعلیم دینے والوں میں سب سے
اچھے۔ اس معنی کر بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خیرالامم
کہنا درست ہے۔ یہ تو اطلاق کی صحت وعدم صحت کی بحث
تھی۔ مگر چونکہ ہمارے عرف میں خیرالامم امت مرحومہ کے
لئے بمنزلہ علم کے ہوگیا ہے۔ اس لئے جب خیرالامم بولا
جاتا ہے تو ذہن کا تبادر امت کی طرف ہوتا ہے۔ اس
ظاہر عرفی معنی کے لحاظ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کو خیرالامم کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے واللہ تعالےٰ اعلم۔

ملک الظفر سہسرامی

حضرت معروف کرخی

اسلام وعبادت | حضرت معروف کرخی بڑے زبردست مقتدائے طریقت گذرے ہیں۔ والدین آتش پرست تھے۔ انہوں نے آپ کو اپنے طریق پر تعلیم دینی چاہی معلم کے پاس مدرسہ میں بھیجا معلم نے ہر چند سعی کی کہ ثالث ثلثہ کہیں، مگر آپ ھواللہ الواحد کہتے تھے اور کیوں نہ کہتے آپ حضرت داؤد طائی کے دیئے ہوئے ٹکڑے کے اثر کی برکت سے پیدا ہوئے تھے معلم نے زدوکوب شروع کی اور جب آپ کو بہت مارا تو آپ مدرسہ سے بھاگ کر کہیں غائب ہو گئے۔ ماں باپ نے ہر چند تلاش کی پتہ نہ چلا۔ آخر ماں باپ تھے دعائیں مانگنے لگے کہ بیٹا آجائے خواہ کسی دین میں رہے ہماری آنکھوں کے سامنے تو رہے۔

آپ بھاگے تو سیدھے حضرت علی بن موسیٰ رضا کی خدمت میں پہنچے اور مشرف باسلام ہو گئے۔ مسلمان ہو کر کچھ مدت کے بعد آپ اپنے گھر گئے اور دروازے پر آواز دی پوچھا کون ہے۔ جواب ملا معروف۔ پوچھا کس دین کو اختیار کئے ہوئے ہو۔ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اختیار کر چکا ہوں۔ خدا معلوم اس جواب میں برقی اثر تھا کہ ماں باپ نے گھر میں بلا لیا بلکہ اتنے متاثر ہوئے کہ خود ہی بولے جب بیٹے نے اسلام قبول کر لیا تو اب ہم بھی اپنے دین پر نہیں رہنا چاہتے۔ چنانچہ انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا — آپ مادر زاد ولی تھے۔ عبادت میں مصروف ہو گئے حضرت داؤد طائی کی خدمت میں پہنچ کر ان کے مرید ہو گئے ان کی توجہ نے آپ کو کچھ سے کچھ کر دیا۔ دنیا کی طرف سے دل مردہ ہو گیا مجاہدات وریاضات میں مشغول ہو گئے۔

پھر تو یہ حالت تھی کہ شوق کے پروں پہ اڑتے تھے اور محبت الٰہی کی آگ روز بروز تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ جذب واستغراق کی کیفیت طاری رہنے لگی۔ اور ولایت کبریٰ کے منصب پر فائز ہو گئے۔ اور دور دور تک آپ کا شہرہ ہو گیا۔ حضرت محمد بن منصور طوسی بغداد میں آپ سے ملے اور آپ کی خدمت میں حاضر رہے۔

ایک روز انہوں نے دیکھا کہ آپ چند لمحوں میں غائب ہو گئے اور ایسے غائب ہو گئے کہ پھر اس روز کسی کو پتہ نہ چلا۔ انہوں نے پوچھا مجھے بتایا کہ آپ کہاں تھے ؟ فرمایا تمہیں ان امور سے کیا غرض جن سے تمہارا کوئی مطلب نہیں۔ اور نہ جن کو پوچھنے تمہارا کوئی فائدہ ہے۔ وہی بات پوچھو جس کے پوچھنے کی تمہیں ضرورت ہو۔ انہوں نے کہا آپ کو قسم ہے اپنے معبود کی آپ مجھے اس راز سے ضرور آگاہ کریں مجبور ہو کر فرمایا کہ کل مجھے مکہ معظمہ جانے اور کعبہ شریف کے طواف کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ چنانچہ میں گیا وہاں نماز پڑھی اور طواف کیا۔ پھر میرا دل چاہا کہ آب زم زم پیوں میں چاہ زم زم پر پانی پینے جا رہا تھا۔ اتفاقاً میرا پاؤں پھسل گیا گر پڑا میرے ٹخنے میں چوٹ آئی جس کا نشان (اب تک) موجود ہے — ایک روز آپ کو دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے لذیذ غذائیں کھا رہے ہیں اور دسترخوان سامنے چنا ہوا ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا فرمایئے تو آج یہ آپ کیا کھا رہے ہیں۔ فرمایا مجھے کیا خبر میں تو مہمان ہوں کھلانے والا جو مجھے کھلا رہا ہے وہ کھا رہا ہوں۔ اور جو دیتا ہے کھا لیتا ہوں۔ جب حضرت سری سقطی نے عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ تو آپ نے کہا میرے مرنے

پھر میرا پیرہن کسی ضرور تمند کو بطور صدقہ دے دینا۔ میری دلی آرزو ہے کہ میں جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ ویسا ہی دنیا سے برہنہ جاؤں حقیقت یہ ہے کہ ترک و تجرید میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔

اخلاق والطاف ایک روز آپ دجلہ پر تشریف لے گئے رفع حاجت کی ضرورت ہوئی تو آپ نے اپنا مصلا اور قرآن ایک جگہ کنارے پر رکھا اور ایک طرف کو چلے گئے۔ ایک کہن سالی عورت اس طرف سے گذری اور مصلے و قرآن لے کر چلتی ہوئی۔ آپ جو واپس آئے تو دونوں چیزیں وہاں نہ پائیں عورت کی طرف خیال گیا۔ آپ اس کے پیچھے ہو لئے۔ قریب پہنچے سر جھکا کر فرمایا۔ کہ کیا تیرا بیٹا قرآن پڑھ سکتا ہے ؟ اس کا جواب اس نے نفی میں دیا تو آپ نے فرمایا کہ اچھا تو میرا مصلے اور قرآن مجید مجھے دے دے۔ اس عورت نے ندامت سے گردن جھکالی۔ اور دونوں چیزیں آپ کو واپس دے دیں فرمایا۔ نہیں مجھے دونوں چیزوں کی ضرورت نہیں مصلے کو میں نے تیرے لئے حلال کر دیا ہے اسے تو ہی اپنے پاس رکھ صرف قرآن مجھے دے۔ عورت آپ کا یہ اخلاق دیکھ کر حیران رہ گئی۔ کچھ جواب نہ دیا۔ اور شرمندہ ہو کر چل دی۔ یہ ہیں بزرگانہ اخلاق اگر کسی اور شخص کی کوئی چیز چراتا اور وہ اس کے پاس دیکھ لیتا۔ تو مارتا بھی اور پولیس کے حوالے بھی کرتا۔ مگر آپ عارف اور ولی تھے۔ اور عارف لوگ تمام بندگان خدا کو وقعت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کبھی ان کی دل آزادی اور نقصان رسانی گوارہ نہیں کرتے اور ان سے بہ ملاطفت پیش آتے ہیں اور اس کو خوشنودی رب قدیر کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

حضرت سری سقطی نے دیکھا کہ عید کا روز ہے اور آپ کھجوریں چن رہے ہیں۔ پوچھا حضرت یہ آپ کیا کر رہے ہیں فرمایا یہ لڑکا جو میرے پاس کھڑا ہے میں نے روتا ہوا دیکھا۔ اور جب رونے کا سبب پوچھا۔ تو اس نے کہا کہ آج عید کا روز ہے سب لڑکوں نے نئے کپڑے پہنے ہیں میں یتیم ہوں اس لئے کھجوریں کو چن رہا ہوں کہ انھیں فروخت کر کے اخروٹ خرید تا کہ یہ ان سے بہل جائے اور اپنے غم بھول جائے حضرت سری نے عرض کیا کہ آپ تکلیف نہ اٹھائیں اسے میں اپنے ساتھ جاتا ہوں اس خدمت کو میں انجام دوں گا۔ چنانچہ انھوں نے ساتھ لے جا کر اسے نئے کپڑے خرید دیئے اور اس کے کھیلنے کے لئے اخروٹ بھی مول لے کر دیئے۔ حضرت سری سقطی فرماتے ہیں کہ لڑکا تو خوش ہو گیا۔ اور میرے قلب میں اس فعل و امر سے ایک ایسا نور پیدا ہو گیا کہ میری حالت ہی کچھ اور ہو گئی۔

اب ایسے بزرگ کہاں جو۔ یتیموں اور غریبوں کی دل دہی کریں اور سمجھیں کہ عیال اللہ کی خدمت کتنے بڑے اجر عظیم کا باعث ہے

جذبہ خدمت عیال اللہ۔ ایک دفعہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے اور کچھ لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ایک جگہ دیکھا کہ کچھ جوان ہیں جو شراب پئے ہوئے ہلڑ مچا رہے ہیں۔ ایک شور برپا کر رکھا ہے۔ کچھ لڑ رہے ہیں اور کچھ ڈھول بجا رہے ہیں اور سب نے ایک طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا ہے چلتے چلتے آپ ان کے قریب پہنچے ان لوگوں نے کچھ پرواہ نہ کی کہ نشہ شراب میں [illegible]وت ہو رہے تھے جب آپ ان کے قریب سے گذرے اور لب د[illegible] پہنچ گئے تو آپ کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ان سب کو غرق و تباہ کر دے آپ نے فرمایا بہت بہتر تم یہی چاہتے ہو کہ یہ تباہ ہو جائیں اور ان کی بد افعالیوں کا اثر دوسرے لوگوں تک نہ پہنچے اچھا تو تم بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھاؤ اور میں بھی اٹھاتا ہوں آپ کے فرمانے پر سب نے ہاتھ اٹھا لئے تو آپ نے دعا کی کہ "بار الہا ان لوگوں کو جیسا سرور دنیا میں عطا کیا ہے آخرت میں بھی ایسا ہی عیش و سرور ان کو عطا کر — آپ کے ساتھی بد دعا کی بجائے آپ کی زبان سے دعا سن کر متحیر ہوئے اور کہنے لگے۔ یا شیخ ہم اس دعا کا راز سمجھنے سے قاصر ہیں فرمایا عجلت نہ کرو دیکھو پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ چند لمحوں کے بعد ہی ان جوانوں نے آپ کی طرف نظر اٹھائی شراب کے خم کے خم

توڑ ڈالے ڈھول اور چنگ زمین پر پٹخ دیئے اور سب کے سب آپ کے قدموں میں جا گرے اور صدق دل سے توبہ کی اور معافی مانگی ـــــ آپ نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا غرق ہوئے بغیر یہ سب کے سب راہ راست پر آ گئے۔ فساد ختم ہو گیا اور ان کی نفسانیت فنا ہو گئی۔ تمہارا بھی مدعا پورا ہو گیا اور یہ سب کے سب جوان بھی اپنی مرادوں کو پہنچ گئے ـــــ واقعی بزرگی و عظمت یہی ہے کہ ہر حالت میں اہل اللہ کی بہبود و بہتری کو پیش نظر رکھا جائے کوئی برا ہو یا بھلا ہے تو بندہ اللہ ہی کا شامل تو ہیں اہل ہی ہیں اسے تو سب کا درد ہے۔ اس کو کب یہ گوارا ہو سکتا ہے کہ کوئی بندہ اس کا بندہ ہو کر اس کے بندوں کو ستائے ان کا برا چاہے۔ ہم ایسا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو برا لگتا ہے۔ مگر وہ اپنے دوستوں کو ایسی لغزش پر فوراً پکڑ لیتا ہے۔ مگر جب دیکھتا ہے کہ کوئی اس کے بندوں کی فلاح کے لئے ساعی ہے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم اور بزرگان دین نے اہل اللہ کی خدمت کو ہمیشہ پیش نظر رکھا اور کبھی کسی کے لئے بدعا نہ کی۔

نکات و تعلیمات ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ حضور! مجھے کچھ وصیت فرمایئے۔ ارشاد ہوا۔ اس سے ڈرتا رہ کہ اللہ تعالیٰ تیری طرف دیکھ رہا ہے۔ اور تو اس وقت غرور و تکبر کے مظاہرہ میں مصروف ہو ـــــ فرمایا جواں مردی کا اظہار تین امور میں ہوتا ہے۔ سوال کے بغیر بخشش و عطا کی جائے۔ اور تعریف بلا صلہ اور بے غرضانہ کی جائے اور ہر حالت میں وفا شعار رہے۔ فرمایا وفا کی تحقیق یہ ہے کہ غفلت کے بعد انسان ہوشیار ہو جائے۔ کسی فضول خیال کو قریب نہ آنے دے۔ فرمایا زبان کو تعریف و ستائش سے بھی اسی طرح بچانا اور محفوظ رکھنا چاہئے۔ جس طرح ندامت اور برائی سے بچایا جاتا ہے ـــــ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا اللہ پر بھروسہ اور توکل کر تاکہ وہ تیرا کفیل ہو جائے۔ اور تیرے ساتھ رہے اس کی طرف رجوع کر اور تمام شکایات اسی کے حضور میں پیش کر اس لئے کہ تمام مخلوق بحیثیت مجموعی نہ تو اس کی مرضی کے بغیر کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ اس میں اتنی قوت ہے کہ وہ اس کی منشا کے بغیر تجھ سے تیرے کسی نقصان کو رفع کر سکے ـــــ فرمایا اگر تجھے کہنا اور عرض کرنا ہے تو اسی سے کہہ اور عرض کر جو تیری تمام تکالیف اور جملہ مصائب کو دور کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ تجھ پر مصیبت بھی پڑے تو سمجھ لے کہ اس کا علاج اس کو چھپانے اور پوشیدہ رکھنے ہی میں مضمر ہے۔

وفور شوق و وصال - ایک روز اتفاقیہ طور پر آپ کا وضو ٹوٹ گیا۔ آپ اسی وقت اٹھے اور عجلت کے ساتھ تیمم کر لیا۔ لوگوں نے عرض کیا دجلہ تو سامنے ہی بہہ رہا ہے پھر آپ کو تیمم کی کیا ضرورت تھی آپ نے کیوں نہ جا کر وضو کر لیا۔ فرمایا اتنی دیر کیوں کر اور کیسے ناپاک رہتا کہ اتنے فاصلہ پہنچنے سے پیشتر میرا دم نکل جاتا اور موت آ کر میرا گلا گھونٹ دیتی۔ ایک دفعہ آپ پر شوق کا غلبہ ہوا۔ تو انتہائی جذب پیدا ہو گیا۔ سامنے ایک ستون تھا آپ اٹھے اور جھپٹ کر اسے اپنے آغوش میں لے لیا۔ اور اسے اتنی قوت اور اتنے زور سے دبانا شروع کیا یہ معلوم ہو رہا تھا کہ یہ ستون پارہ پارہ ہو کر رہ جائیگا۔ دیر تک یہی حالت رہی۔ حضرت سری سقطی آپ کے بہت معتقد تھے آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ فرماتے کہ جب تجھے کوئی حاجت پیش آئے تو اللہ تعالیٰ کو قسم دے کہ اے رب بحق معروف کرخی میری حاجت روائی کر ـــــ وہ حاجت اسی وقت قبول ہوگی۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ آپ کے وصال پر عجب صورت حال رونما ہوئی جملہ مذاہب کے لوگ مصر تھے کہ ہم آپ کا جنازہ اٹھائیں گے۔ ایک غلام آگے بڑھا اور عرض کیا۔ کہ آپ وصیت فرما گئے ہیں کہ جس قوم کے لوگ بھی میرا جنازہ زمین سے اٹھالیں وہی مجھے دفن کریں۔ سب سے پہلے یہودیوں نے سعی کی، پھر آتش پرست آگے بڑھے لیکن دونوں ناکامیاب رہے۔ سب سے آخر میں مسلمان جو آئے تو انھوں نے جنازہ زمین سے اٹھا لیا اور انھوں نے ہی آپ کی تجہیز و تکفین کی حضرت محمد بن الحنفیہ فرماتے ہیں۔ کہ وصال کے بعد میں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور

بقیہ صـ۱۴ پر

مولانا عبدالمبین نعمانی

تبلیغی جماعت کا مصنوعی تقدس

"تبلیغی جماعت" بستی حضرت نظام الدین نئی دہلی، جس کے مصنوعی تقدس اور معصومانہ صورت سے مرعوب ہو کر نہ جانے کتنے اللہ کے بندے اب تک راہ مستقیم اور دین قویم سے دور جا لگے ہیں، جن کا تکیہ کلام، کلمہ و نماز اور محبوب ترین مشغلہ "تبلیغی نصاب" کی تلاوت ہے۔ اس جماعت کا ظاہر جس قدر مقدس اور پارسا ہے باطن اتنا ہی بد اور گندہ۔ تبلیغی نصاب نام کی کتاب جسے تبلیغی جماعت کے لوگ کسی الہامی کتاب سے کم درجہ نہیں دیتے۔ اور جس کے بارے میں یہ عام مسلمانوں سے دھوکا دینے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ اس میں صرف قرآن و حدیث کی باتیں ہیں۔ یہ کسی جھگڑے فساد کی کتاب نہیں — اس کتاب میں قرآن و حدیث کے اقتباسات کی جہاں تک بات ہے بلاشبہ میں بھی مانتا ہوں کہ اس میں بہت سی باتیں قرآن و حدیث کی ہیں، لیکن اس حقیقت سے بھی انکار کی گنجائش نہیں کہ قرآن و حدیث کے پردے میں بہت سی ایسی باتیں بھی پیش کر دی گئی ہیں کہ ان کا قرآن و حدیث سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ جیسے کہ اس کتاب میں جگہ جگہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پہلو میں صاحب کتاب نے بہت سے ایسے دیوبندی مولویوں کو بھی لا کھڑا کیا ہے۔ جن پر گستاخی رسول کے جرم میں علماء عرب و عجم نے کفر تک کا فتویٰ صادر فرما دیا ہے۔ اس روش سے ان کا محض یہی مقصد ہے کہ ان گستاخ مولویوں کی عقیدت بھی سادہ لوح عوام مسلمانوں کے اندر بیٹھا دی جائے تاکہ اگر کوئی ان کے خلاف کوئی بات کہے تو عقیدتوں کا دبیز غلاف اس کو قبول کرنے سے مانع ہو۔

اور بعض جگہ تو ان گستاخ مولویوں کی عظمت کا سکہ بٹھانے کے لئے ایسے ایسے واقعات گڑھ کر پیش کر دیئے جاتے ہیں جن کے مقابلے میں حرم و کعبہ اور انبیاء کرام کی عظمت بھی محروم ہوتی نظر آ رہی ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو مولوی محمد زکریا سہارنپوری جو تبلیغی جماعت کے سب سے بڑے شیخ ہیں۔

اپنے پیر مغاں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی منقبت یوں بیان کرتے ہیں

> تذکرۃ الخلیل یعنی سوانح حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ میں بروایت مولانا ظفر احمد صاحب لکھا ہے کہ حضرت کے پانچویں حج میں جس وقت حضرت مسجد الحرام میں طواف قدوم کے لئے تشریف لائے تو احقر مولانا محب الدین (جو اعلیٰ حضرت مولانا الحاج امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہٗ کے خاص خلفاء میں تھے اور صاحب کشف مشہور تھے) کے پاس بیٹھا تھا مولانا اس وقت درود شریف کی کتاب کھولے ہوئے اپنا ورد پڑھ رہے تھے کہ دفعتہً میری طرف ہو کر فرمانے لگے، اس وقت حرم میں کون آ گیا کہ دفعتہً سارا حرم انوار سے بھر گیا میں خاموش رہا کہ اتنے میں حضرت طواف سے فارغ مولانا کے پاس کو گزرے۔ مولانا کھڑے ہو گئے۔ اور ہنس کر

فرمایا کہ میں بھی تو کہو آج حرم میں کون آگیا —
ص۳۵ تبلیغی نصاب کتاب فضائل ذکر عکسی
مصنفہ مولوی زکریا سہارنپوری ادارہ اشاعت
دینیات دھلی)

اس پر علامہ ارشد القادری صاحب کا حقیقت نگار
تبصرہ ملاحظہ ہو۔

غور فرمایئے! بالکل واضح طور پر اس عبارت میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب کے داخل ہوتے ہی سارا حرم نور سے بھر گیا۔ واضح رہے کہ حرم شریف کے احاطے میں خانہ کعبہ ہے۔ مقام ابراہیم ہے۔ زمزم شریف ہے ملتزم ہے مقام مستجاب ہے اور حجر اسود ہے۔ اہل حق کے نزدیک خدا کی ساری نشانیاں رحمت و نور کا گہوارہ اور عرش الٰہی سے ہر آن جو نور کی بارش ہوتی ہے وہ الگ ہے۔ لیکن مولوی زکریا صاحب تبلیغی نصاب پڑھنے والوں کو یہ عقیدہ دینا چاہتے ہیں کہ خدا کی یہ ساری نشانیاں بے نور ہیں ان کے ہوتے ہوئے سارے حرم میں اندھیرا تھا، نور اس وقت پھیلا جب ان کے پیر مغاں مولوی خلیل احمد صاحب حرم میں داخل ہوئے۔

اب آپ ہی ایمان و انصاف سے فیصلہ کیجئے کہ اس فرضی واقعہ کے انداز بیان سے خدائے پر نور اور مقدس توہین ہوتی ہے یا نہیں؟ -

اس واقعہ کا سب سے دل آزار پہلو تو یہ ہے کہ مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی جن کا رتبہ خانہ کعبہ سے بھی بڑھا دیا گیا ہے۔ ان کی دسوں انگلیاں ناموس رسالت کے خون میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ انھوں نے اپنی ناپاک کتاب۔ براہین قاطعہ۔ میں حضور پاک کے علم کو شیطان لعین کے علم سے کم تر بتایا ہے۔ بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شیطان کے علم سے زیادہ مانتا ہے وہ مسلمان نہیں بلکہ مشرک ہے۔

اب آپ ہی ذرا غیرت ایمانی کا جائزہ لیجئے کہ مسجدوں میں تبلیغی نصاب کا ذریعہ ایک گستاخ رسول کی عقیدت کا جو درس دیا جا رہا ہے وہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفادار امت کے لئے ناقابل برداشت ہے یا نہیں! (از کتاب تبلیغی جماعت ص۴۵) ۔ مزید تبصرہ ملاحظہ ہو۔

میں کہتا ہوں جب مولانا خلیل احمد صاحب کی نورانیت کا یہ عالم تھا کہ ان کی آمد سے مرکز انوار و تجلیات حرم پاک منور ہو جاتا ہے تو پھر انبیٹھی، سہارنپور یا دیوبند کے دوران قیام یہ جگہیں ضرور منور ہو جایا کرتی رہی ہوں گی۔ اور ان مقامات میں اور خاص طور سے موصوف کے مکان خاص میں تو کسی چراغ اور بلب کی بھی ضرورت نہ پڑتی رہی ہو گی —— آج الکٹرک کی کمی کے دور میں ایسے چند شیوخ دیوبند اور پیدا ہو جائیں تو ان کا وجود بڑا ہی غنیمت ہو گا۔ پھر تو الکٹرک کمپنیوں کا شکوہ ہی ختم ہو جائے گا۔

اور ایسا ہو تو تعجب بھی نہیں اس لئے کہ ٹھہرے تو دیو کے بندے ہی جب اس دیو نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عظیم ولی اور غوث کو مصنوعی روشنی دیکھ کر گمراہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا تو پھر اگر اپنے ان بندوں کو گمراہی میں پڑے رہنے کے لئے ایسا کرتب کر جائے تو ابھی طرح سمجھ میں آجانے والی بات ہے، کوئی جائے حیرت نہیں۔

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بہت سے شیوخ دیوبند ہیں مگر کسی کے بارے میں ایسی روشنی کی بات نہیں کہی جاتی کہ جس سے حرم روشن ہو جائے۔ آخر یہ غیر معمولی مصنوعی نور مولانا انبیٹھوی صاحب ہی کے حصے میں کیوں آیا۔ اور دیوبندیوں کے پیر مغاں دیو نے موصوف ہی کے ساتھ کیوں یہ کرم کیا۔ یہ ایک بڑا سوال ہے، جس کے جواب کے لئے بڑے غور و فکر کی ضرورت تھی مگر حضور سرکار اعلیحضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کی کرامت کہئے کہ مجھے چنداں غور و خوض کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی، جھٹ مجھے یاد آگیا کہ ہو نہ ہو انبیٹھوی صاحب

گو اپنے پیرِ مغاں کی شان میں اس قصیدہ خوانی کا صلہ ملا ہو جس میں انھوں نے صاف لکھ دیا ہے کہ۔

"شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصّہ ہے۔

شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ مصنفہ خلیل احمد و مصدقہ رشید احمد گنگوہی ص۵۱ مطبوعہ دیوبند سہارنپور)

یعنی شیطان و ملک الموت کو تو علم کی وسعت قرآن و حدیث سے ثابت ہے لیکن اگر ان کا حال دیکھ کر کوئی فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ وسعت علم ثابت مانے تو اس سے پوچھتے ہیں کہ اس کے لئے کون سی نص قطعی ہے؟ کیا واضح ثبوت ہے؟ اور جو فخرِ عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ وسعت مانتا ہے وہ تمام نصوص یعنی قرآن و حدیث کے تمام واضح دلائل کو رد کر کے مشرک ہو جاتا ہے،

دیکھا آپ نے یہی وہ خصوصی قصیدہ خوانی جس کے طفیل انبیٹھوی صاحب کو ان کے پیرِ مغاں نے خوش ہو کر ایسی روشنی دی کہ سارا حرم روشن ہو گیا۔ تاکہ ہزار گمراہی دتوہین رسالت کے باوجود اب تو ان کی ولایت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ جائے، ـــــ پھر یہ پہلو بھی تو بڑا دلچسپ ہے کہ مرید نے پیر جی کو جب خدا کی سب سے عظیم مخلوق اور اس کے سب سے پیارے رسول فخرِ عالم سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی علم میں بڑھا دیا تو اب پیر جی کو بھی اس کا صلہ کسی ایسی ہی چیز سے دینا تھا۔ چنانچہ خدا کے سب سے بڑے گھر مکہ معظمہ سے بھی مرید کو روشنی میں بڑھا دیا۔ گویا۔ صلہ بقدرِ خدمت

مذکورہ عبارت سے دو باتیں نہایت واضح طور پر اور معلوم ہوئیں۔

(۱) لفظ اعلیحضرت کا استعمال اگر یہ تبلیغی جماعت والے اپنے علماء کے حق میں کریں تو جائز اور درست اور اگر کوئی سنی اپنے کسی پیشوا کے بارے میں یہ لفظ استعمال کرے تو ناجائز بدعت اور عقیدت میں غلو کا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے

(۲) کسی کے لیے تعظیماً کھڑا ہونا، علماء دیوبند کے نزدیک جائز ہے۔ مگر اس کا دائرہ ان کے اپنے علماء مشائخ ہی تک محدود ہے، جہاں کسی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قیام تعظیمی کیا فوراً اس پر بدعت و ناجائز اور شرک کا فتویٰ جڑ دیا گیا۔ گویا۔ علماء تبلیغی جماعت کا مرتبہ تعظیم میں ان کے نزدیک حضور سے بڑھا ہوا ہے ـــــ اسی کو کہتے ہیں اندھی عقیدت یا عقیدتوں کا بھوت،

بڑے پاک طینت بڑے پارسا
ریاضؔ آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

اہم خطوط کا بقیہ صفحہ ۴۳ سے آگے

مولانا شیر محمد کی تقریر و تدریسی صلاحیتیں بہت تیزی سے آگے بڑھ رہی ہیں۔ مستقبل قریب میں وہ ایک منجھے منجھائے اور نامور مدرس و مقرر کی حیثیت سے جانے پہچانے جائیں گے۔ وہ اپنے بہت سے محاسن میں یگانۂ روزگار ہیں مولانا کو مبارک باد دیتے ہوئے بس اتنی گزارش کروں گا کہ اس کام کو مختلف ناموں میں تقسیم نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔

اور کام کی افادیت اسی میں ہے۔ خدائے قدیر مولانا کو توانائی عطا فرمائے! آمین۔ اور طرزِ عمل دوسرے کے لئے نشانِ میل کا کام دے۔

جناب قمر الہدیٰ فریدی، مونگیری

خاکہ

مجاہدِ دوراں

مجاہد دوراں حضرت مولانا سید مظفر حسین کچھوچھوی شاعر بھی ہیں اور صاحب شعور بھی۔ بے فکر بھی ہیں اور صاحب فکر بھی۔ پیر طریقت بھی ہیں اور حامل شریعت بھی۔ صاحب علم بھی ہیں اور صاحب نظر بھی! المختصر ع

وہ اپنی ذات سے اک انجمن ہیں

اگر آپ کو ان کی ہمنشینی کا موقعہ مل چکا ہے۔ تو یقیناً آپ کی وہی کیفیت ہوئی ہوگی۔ جس سے دوچار ہو کر کہنے والے نے کبھی کہا تھا ؂

بن کے سرتا بقدم فصل بہار آیا ہوں
چند لمحے تری محفل میں گزار آیا ہوں

خیر اپنی کیفیت تو آپ جانیں۔ لیکن اگر طبع نازک پر گراں نہ گزرے تو میں اپنی کیفیت بیان کردوں ــــ! بات پرانی ضرور ہے مگر بے مزہ نہیں۔ لہٰذا سرراہ یاد تازہ کرلی جائے تو کیا مضائقہ ہے ویسے بھی بعض یادیں نہ جانے کیوں پرانی ہوجانے کے باوجود نئی نئی سی معلوم ہوتی ہیں۔ شاید اس لئے کہ ان یادوں سے چند بے نام کیفیتیں اور کچھ لطیف جذبات واحساسات وابستہ ہوتے ہیں۔ دن گزر جاتا ہے۔ ہفتے مہینے، اور سال گزر جاتے ہیں مگر گزرگاہِ خیالات کی رنگینی نہیں جاتی!

میں والد صاحب کے ہمراہ جون پور گیا ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ آج کل مولانا بھی جون پور ہی میں تشریف رکھتے ہیں۔ یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی۔ والد صاحب قبلہ کے ہمراہ قیام گاہ پر پہنچا۔ اطلاع کرائی گئی۔ بلاتاخیر مولانا باہر تشریف لے آئے۔ والد صاحب قبلہ پر ان کی نظر پڑی تو اتنے جوش میں لپکے کہ الاماں! الحفیظ! میرے قدموں کے نیچے سے زمین کھسکتے بچی!!

یاالٰہی! خیر کرنا! اگر انھوں نے اسی گرم جوشی کے ساتھ میرے ساتھ معانقہ تو کیا۔ صرف مصافحہ ہی کرلیا تو جانے کتنے دنوں ہاتھوں کی مالش کرانی پڑے!!

(ارے بھئی! مولانا ٹھہرے لحیم شحیم آدمی اور میں ---- ---!! دیکھئے کچھ اور مت کہہ لیجئے گا ---------......

دراصل اس زمانے میں --------- میں ذرا بیمار رہا کرتا تھا----!!)

بہرحال اس سے پہلے کہ میں پیچھے مڑ کر سرپٹ بھاگنے کے امکانات پر غور کرتا، مولانا میری طرف ہمہ تن متوجہ ہوچکے تھے میں نے سہم کر ان کی طرف دیکھا ـــــــــــــ "یاحضرت قبلہ! مجھکو معاف فرمائیں۔ آپ سے معانقہ کی تاب نہیں ہے مجھ میں ــــ"! میں نے دل ہی دل میں کہا۔ لیکن مجھے ایسا لگا جیسے مولانا نے میرے دل کی بات سن لی ہو۔ پتہ نہیں بعض اوقات ایسا کیوں ہوجاتا ہے۔ کبھی چیخ چیخ کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کیجئے۔ تو بھی کسی کے کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔ اور کبھی خاموشی بھی اتنی معنی خیز اور پرشعور بن جاتی ہے کہ زمانے بھر کو حال دل کی خبر ہوجاتی ہے۔ ایسا ہونا اچھا تو نہیں لگتا مگر بعض اوقات برا بھی نہیں لگتا۔ اب مثلاً اس وقت مجھے بڑا اچھا

لگا جب مولانا نے مسکراتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اور میں نے ڈرتے ڈرتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ !! دوسرے ہی لمحہ ان کے ہاتھوں کی نرمی اور گرمی کے اثر سے مجھے اپنا سارا وجود پگھلتا ہوا محسوس ہوا اور میں نے سوچا۔ تو یہی ہے وہ مجاہد دوراں جو جہاد کے عنوان پر تقریر کرتا ہے تو مردے بھی میدان کارزار میں کود پڑنے کی تمنا لے کر جی اٹھتے ہیں۔

ٹھیک اسی لمحہ جب کہ میں یہ سوچ رہا تھا، مولانا نے میرا ہاتھ بڑی آہستگی سے چھوڑ دیا۔ اور میرے دل میں ایک لمحاتی خواہش ابھر کر ڈوب گئی ـــــ کاش! ایسا مصافحہ بار بار نصیب ہو اور ہر بار میرا وجود یوں ہی پگھلا کرے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مولانا کے سینے میں ایک محبت بھرا دل دھڑک رہا ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ ان کے منہ میں جو ایک پیاری سی زبان ہے نا، وہ بھی کچھ کم نہیں ہ گھنٹوں بولنے کے بعد بھی نہیں تھکتی۔ اور کمال تو یہ ہے کہ مخاطب کو بھی تھکن یا اکتاہٹ کا احساس نہیں ہونے دیتی۔

ایک بار سوداؔ کی زبان نے کچھ ایسی ہی حرکت کی تھی تو سننے والے نے فوراً ٹوک دیا تھا ؎

سوداؔ خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اڑ گئی تیرے فسانے میں

مگر مولانا کے ساتھ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ـــــ اور نہ کبھی ہو سکتا ہے۔ یاد رہے یہ ایک مولانا کی زبان ہے ناصح کی نہیں، کہ داغؔ کو کہنا پڑے ؎

ملے جو حشر میں، لے لوں زبان ناصح کی
عجب سی چیز ہے یہ طول مدعا کے لئے

اور ایسا بھی نہیں کہ مولانا صرف اپنی ہی سناتے ہوں ـــــ وہ دوسروں کی بھی سنتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ کبھی کوئی انھیں بے نقط نہیں سناتا۔!

جب وہ ذاکر مصطفےٰ بن کر گلفشاں ہوتے ہیں تو زمین سمجھتی ہے میری بات ہو رہی ہے۔ آسماں سمجھتا ہے میرا ذکر ہو رہا ہے۔ دن سمجھتا ہے، میرا تذکرہ ہو رہا ہے۔ رات سمجھتی ہے میری بات ہو رہی ہے ؎

دیکھو تو چشم یار کی جادو نگاہیاں
ہر ایک کو گماں ہے مخاطب ہمیں رہے

مولانا کا انداز تکلم تو دلکش ہے ہی، ان کی خاموشی بھی غضب کی ہے ؎

گفتگو دور کہیں جیسے غزل گائے کوئی
خامشی جیسے کہ لب کھولے ہو تصویر سخن

شعلہ و شبنم کی حسین اور نادر ترکیب آپ نے بارہا سنی اور پڑھی ہوگی ـــــ مولانا اس کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ جلال و جمال کا ایسا حسین امتزاج شاید ہی کہیں اور نظر آئے!

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

"اس دیدہ ور" کے دل میں قوم کا بڑا درد ہے۔ سیلانی کانفرنس کے موقعہ پر ایک تجویز پاس ہوئی تھی کہ علماء کا ایک وفد ارباب حکومت سے مل کر انسداد فسادات کے سلسلہ میں گفت و شنید کرے۔ چنانچہ مولانا نے اپنے ایک ساتھی ایم۔ پی سے کہا ـــ بھائی! تم وزیر اعظم سے مل کر وقت لے لو۔ ہم لوگ ان سے مل کر ملک میں آئے دن ہونے والے فسادات کے متعلق بات چیت کریں گے۔

ایم۔ پی صاحب کہنے لگے ـــــ "آپ کہتے ہیں تو وقت لے لوں گا مگر مجھے کہنے دیجئے کہ اس سلسلہ میں حکومت آپ کی جماعت سے کوئی تعاون نہیں کر سکتی۔"

مولانا نے حیران ہو کر پوچھا ـــ "کیوں بھائی! تم ایسا کیوں کہتے ہو؟"

ایم۔ پی صاحب نے وضاحت کی ـــــ "اس لئے کہ آپ لوگ بھی تو حکومت سے تعاون نہیں کرتے۔"

یہ سن کر مولانا کو جلال آگیا ـــــــ "دو واللہ ملک و ملت کا ہم سے بڑا بہی خواہ اور کون ہو سکتا ہے۔ یہ بات الگ ہے کہ حکومت ہماری قدرداں نہیں۔"

ایم۔ پی صاحب نے جواباً عرض کیا۔ "مولانا آپ حکومت کو الزام نہیں دے سکتے۔"

"مجھے بتایئے کیا آپ ارض مقدس پر حکومت ہند کی وکالت کر سکیں گے۔ کیا آپ خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر ......!"

"بس کیجیے۔ بس.....!" ـــــــ مولانا فرط جذبات سے کانپ اٹھے ـــــــ "ہمیں حکومت کی نظر میں سرخ روئی نہیں چاہیئے۔ یہ تو ہم سے قیامت تک نہیں ہو سکے گا کہ ہم منصب و اقتدار کے لالچ میں اپنے ضمیر کو بیچ دیں۔"

ایم پی صاحب نے فیصلہ صادر فرمادیا ـــــــ "جب آپ سے یہ نہیں ہو سکتا تو حکومت سے بھی" وہ "نہیں ہو سکتا! تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔"

ظاہر ہے گفتگو کے اس موڑ پر بیچارے مولانا خاموشی اختیار کرنے کے سوا اور کر بھی کیا سکتے تھے۔ یقیناً تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ مگر ایسی تالی کس کام کی جس کی گونج میں حق و صداقت کی آواز دب جائے اور جس کی ضرب سے ایمان کا جسم لہولہان ہو جائے۔

دنیا والو جان لو ہم مذہب و ملت کی سربلندی کے لئے جان دے تو سکتے ہیں مگر ایمان نہیں دے سکتے کہ اسے کھو کے جو پایا تو کیا پایا! دولت ایمان کو سینے سے لگا کر فاقے کرنا ہمیں گوارا ہے مگر اسے بیچ کر کام و دہن کی تواضع کا سامان فراہم کرنا ہمارا شیوہ نہیں! ؎

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

نہیں آتی۔ وہ حق کے لئے جینا ہی نہیں، مرنا بھی جانتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی کسی سے ڈرنا نہیں جانتے۔!

ایک جگہ اہل سنت کا سہ روزہ عظیم الشان اجلاس ہو رہا تھا کئی روز قبل سے منتظمین جلسہ کو فون پر دھمکیاں مل رہی تھیں۔ اگر جلسہ کیا تو بڑا ہنگامہ ہوگا۔ توڑ پھوڑ مچے گی۔ بیچارے منتظمین جلسہ عجیب کشمکش و پنج میں تھے۔ ساری تیاریاں مکمل تھیں۔ پروگرام ملتوی کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے جلسہ کا دن بھی آگیا۔ جلسہ شروع ہونے سے ٹھیک ایک گھنٹہ قبل ناظم جلسہ کو فون پر دھمکی دی گئی کہ جلسہ شروع ہوتے ہی مقررین کو بم سے اڑا دیا جائے گا۔ ارے باپ رے! مقررین کو بم سے اڑا دیا جائے گا!

منتظمین جلسہ کو پسینہ آگیا۔ معاملہ علمائے کرام کے سامنے رکھا گیا۔ مظفر صاحب ایک طرف آرام کر رہے تھے۔ اچانک وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے پوچھا۔ "حضرت مولانا! کیا ارادہ ہے؟"

مولانا نے فرمایا ـــــــ "مظفر ان گیدڑ بھبکیوں میں نہیں آنے والا۔ آپ لوگ یہاں بیٹھ کر سوچتے سمجھتے رہئے۔ میں اسٹیج پر چل کر دیکھتا ہوں کہ زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے۔"

اور یہ کہہ کر مولانا "بازوئے قاتل کا زور آزمانے چلے۔ حالانکہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ بازوئے قاتل میں کتنا زور ہے، یہ بھی کوئی جاننے کی چیز ہے! ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

بھلا آزمائے کو کیا آزمانا! ہاں البتہ ع

قوت بازوئے حیدر دیکھنے کی چیز ہے

بیچارہ قاتل کس شمار و قطار میں ـــــ سرفروشان حق کے تیور دیکھ کر تو بعض اوقات موت کو بھی پسینہ آجاتا ہے ؎

مولانا کا شاندار ماضی گواہ ہے کہ ان کی پرواز میں کبھی کوتاہی

کوئی لگا سکتا ہے اندازہ اسکے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

یہ سچ ہے کہ موت کا مزہ ہر شخص کو چکھنا ہے مگر ہر مرنے والے کو آپ مردہ تو نہیں کہہ سکتے! اور پھر آپ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ایک مردِ مومن کی موت بھی تو زندگی سے کم نہیں ہوتی وہ جیتا ہے تو زندگی اس کی راہوں میں آنکھیں بچھاتی ہے۔ مرتا ہے تو موت اس کے قدموں سے لپٹ کر اپنی قسمت پہ ناز کرتی ہے۔

یاد رکھو! مومن مر کے جی تو سکتا ہے مگر جیتے جی مر نہیں سکتا ؎

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

جیسا کہ حق پرستوں کا دستور رہا ہے، مولانا بلاخوف وخطر اسٹیج پر پہنچ گئے۔ اور خدا کا جلال بن کر برس پڑے ؎

خدا پناہ میں رکھے جلالِ مردِ مومن سے
نگاہ بدلی کہ عالم میں انقلاب آیا

اللہ رب العزت نے مولانا کو علم و عمل کی دولت کے ساتھ ساتھ ہمہ گیر مقبولیت اور بے مثال شہرت سے بھی نوازا ہے۔ عوام وخواص دونوں آپ کے گرویدہ ہیں۔ اور ایسے گرویدہ ہیں کہ کبھی کبھی مولانا کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا۔ ایک بار مولانا کسی جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ ان کے اپنے پروگرام میں تھوڑی سی تبدیلی ہونے کے سبب انہیں جس طرف سے آنا تھا ادھر سے آنے کے بجائے دوسری طرف سے، دوسری گاڑی سے اسٹیشن پہنچے۔ چنانچہ وہاں کوئی رضاکار موجود نہیں تھا۔ مولانا نے ٹیکسی لی اور قیام گاہ پر پہنچ گئے۔ لوگوں نے مولانا کو دیکھا تو بوکھلا گئے۔ ناظم جلسہ نے علیک سلیک کے بعد ایک صاحب سے کہا۔ ذرا آپ مولانا کو لے کر اسٹیشن چلیں!

اب تو مولانا بھی چکرائے۔ ع یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے۔

ناظم صاحب کہنے لگے۔ "حضور بات یہ ہے کہ ہم لوگوں نے آپ کو اسٹیشن سے قیام گاہ تک لانے کا سارا انتظام کر رکھا ہے اور اب جانے ہی والے تھے کہ آپ آ گئے۔ لہٰذا اب آپ کو چپکے سے اسٹیشن بھیج کر ہم لوگ آپ کو لینے جائیں گے۔" مولانا نے سراپا حیرت بن کر کہا۔ بھائی یہ کیا بے وقوفی ہے۔ جب میں آہی گیا تو اب ان تکلفات کی کیا ضرورت ہے۔"

"واہ حضرت! ضرورت کیسے نہیں ہے۔ یہ بھی کوئی بات ہوئی نہیں قبلہ آپ کو واپس جانا پڑے گا۔"

اور بے چارے مولانا کو واپس جانا پڑا۔ پیار میں بھی کتنا اثر ہوتا ہے۔ اگر کوئی زبردستی مولانا کو اسٹیشن بھیجنا چاہتا تو وہ قیامت تک اسٹیشن نہیں جاتے۔ ایک صاحب نے ایک بار مجھے بتایا۔ کسی اسٹیشن پر مولانا اپنے ساز و سامان کے ساتھ ٹیکسی میں بیٹھے۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی والے نے اعلان کیا کہ ٹیکسی نہیں جائے گی۔ لوگ برا بھلا کہتے ہوئے اتر گئے۔ مگر مولانا اڑ گئے ——— "ٹیکسی جائے گی کیسے نہیں" ٹیکسی ڈرائیور کہہ رہا ہے ——— مولانا آپ خفا نہ ہوں۔ چلئے آپ کو دوسری ٹیکسی میں بٹھا دوں۔ مگر مولانا کا اصرار ہے ——— اگر دوسری ٹیکسی میں ہی بٹھانا تھا تو تم نے اپنی ٹیکسی میں کیوں بٹھایا ———؟"

کچھ اندازہ لگایا آپ نے! کہاں تو مولانا ٹیکسی ڈرائیور کو جانے پر مجبور کر رہے تھے۔ اور کہاں خود مولانا جانے پر مجبور کئے جا رہے ہیں۔

لکڑی تک کو چیر کر نکل جانے والا بھنورا جب کنول کے پھول میں قید ہو جاتا ہے تو وہ اس کی پنکھڑیوں کو کاٹ کر باہر نہیں نکل سکتا۔ کمبخت پیار کا جال ہوتا ہی ہے کچھ اسی قسم کا! اس میں جو پھنسا سو پھنسا!! چنانچہ مولانا پیار کے جال میں پھنسے پھنسے اسٹیشن پہنچ گئے۔ پیچھے سے رضاکاروں کی ایک پوری ٹیم بھی پھولوں سے لدی پھندی ٹیکسی لے کر اسٹیشن پہنچی۔ اور نعروں کی گونج میں مولانا کو قیام گاہ لایا گیا۔

بقیہ صفحہ ۱۲ پر

سب ایڈیٹر محمد میکائیل ضیائی

عہد جدید کی ترقیاں اور......

گناہ کے لفظ کو ڈکشنری سے مٹا دیجئے کیونکہ اس آزادی اور ترقی کے دور میں کوئی گناہ گناہ نہیں رہا۔ ہر شخص گناہ سے کیف اندوز ہونے کے لئے آزاد ہے۔ انسان جب چاہتا ہے گناہ کرتا ہے۔ اور سب سے زیادہ پر لطف چیز یہ ہے کہ گناہ کی زندگی کو باعث فخر تصور کیا جاتا ہے۔ نہ سوسائٹی معترض ہوتی ہے اور نہ احباب غرض کہ موجودہ دور میں گناہ جزو زندگی بن گیا ہے پرانی مثل ہے کہ "عیب کے لئے ہنر چاہئے" چنانچہ اس زمانے کے عیب نے مستقل ہنر کی صورت اختیار کرلی ہے۔ اگر عیب کو ہنر کے ساتھ کیا جائے تو نہ قانون کو کوئی اعتراض ہے نہ سوسائٹی کو۔ لیکن اگر بے ہنری کا ثبوت دیا جائے تو یہی چیز رسوائی کا باعث بن جاتی ہے۔ لہٰذا اس زمانہ میں عیب تو کیجئے مگر ہنر کے ساتھ اگر آپ منظر عام پر جوا کھیلتے ہوئے پکڑے جائیں تو یہ عیب بھی ہے اور خلاف قانون بھی۔ لیکن اگر لاٹری کے ٹکٹ خریدے جائیں یا گھوڑ دوڑ میں بازی لگائی جائے یا کلب میں فلیش کھیلا جائے یا معمہ بازی کو اپنایا جائے تو یہ کوئی عیب نہیں بلکہ یہ سب بہتر ہیں۔ دیسی شراب خانے میں اگر شراب پیتے ہیں تو آپ شرابی لیکن اگر کسی ولایتی رسٹورینٹ میں ایک آدھ پیگ پی لیں یہ شراب مفرح قلب ہو جاتا ہے۔ اگر آپ افیون کے عادی ہیں تو قابل اعتراض نہیں بلکہ یہ ضروریات زندگی میں سے ہیں۔ اگر آپ کسی بازاری عورت سے تعلق پیدا کرلیں تو یہ سوسائٹی کے دامن پر ایک بدنما داغ ہے۔ لیکن اگر کوئی سنیما کی ایکٹرس ہر وقت آپ کے ساتھ سایہ کی طرح رہے یا کوئی سوسائٹی گرل آپ کے ساتھ عشق و محبت کا باب شروع کردیں تو اس زمانے میں کس معقولیت پسند انسان کو اعتراض ہو سکتا ہے؟ غرض کہ اس گناہ نے صورت تبدیل کرلی ہے۔ اور صورت کے تبدیل کرنے کے بعد اگر گناہ کیا جاتا ہے تو اسے ہرگز گناہ نہیں خیال کیا جاتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان پسندیدہ گناہوں کا ہمارے اخلاق کیا اثر پڑتا ہے۔ اور ان کے زہریلے اثرات کس طرح ہماری زندگی کے نظام کو درہم برہم کرتے چلے جارہے ہیں۔ ہم سوسائٹی کی طعنہ زنی سے بلاشبہ بچ سکتے ہیں لیکن گناہ کے زہریلے اثرات سے ہمارے لئے محفوظ رہنا قطعی ناممکن ہے۔

جوئے کو معلمان اخلاق نے اس لئے ناجائز قرار نہیں دیا کہ وہ جوا ہے بلکہ اسے ناجائز قرار دینے کا مقصد یہ ہے کہ جوا انسان کی قوت عمل کو بیکار کرکے اسے ناکارہ اور آرام طلب بنا دیتا ہے اور ایک جواری کی زندگی بس توقعات کے سراب پر قائم ہو جاتی ہے۔ اس دور میں بھی جب کہ جوئے نے مہذب صورت اختیار کرلی ہے۔ یہ خطرہ اب بھی اسی طرح باقی ہے اور یہ اتنا بڑا خطرہ ہے جو ملک کے لاکھوں خاندان کو تباہ اور برباد کر سکتا ہے ___ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس زمانے میں اگر آپ کلب میں بیٹھ کر شراب پیتے ہیں۔ تو آپ کے اس فعل کو سوسائٹی بری نظر سے نہیں دیکھتی۔ لیکن شراب طبیعت میں جو ہیجان کی بدولت انسان کو نقصانات پہنچاتی ہے۔ وہ آج بھی بدستور موجود ہیں جرمنی کے ایک ڈاکٹر نے شراب کے متعلق کہا تھا کہ میں حیران ہوں کہ حکومت انسانوں کو زہر پینے کی کیوں اجازت دے رہی ہے۔ اور وہ زہر بھی وہ زہر جو پینے والوں کی عمروں کو ۵۰ فیصدی گھٹا دیتا ہے۔ لاکھ سوسائٹی شراب نوشی کی اجازت دے دے لیکن اس کے خطرات آج بھی اسی طرح باقی ہیں جس طرح اس سے پہلے تھے۔

مانا کہ آوارگی اور بدچلنی کی اس زمانہ میں ایسی صورتیں پیدا ہو گئی ہیں
جہاں نہ قانون کی پابندی ہے اور نہ دنیا والوں کو کوئی اعتراض ہے۔
لیکن دنیا والوں کی [illegible] اجازت کے باوجود اس کی مضرت میں کمی
نہیں واقع ہوئی۔ آج بھی آوارگی اور بدچلنی کا اسی طرح اخلاقی انسانی
کے لئے اور جسمانی صحت کے لئے زہر ہے جس طرح اس سے پہلے
بھی۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ۔ گناہ کی روک تھام کے لئے مذہبی طبقہ
کا خواہ کچھ ہی خیال کیوں نہ ہو مجھے اس سے بحث نہیں۔ کیونکہ میں
دوزخ اور عذاب کی بحث میں پڑنا نہیں چاہتا۔ میں عقل کی روشنی میں
گناہ کو دیکھنا چاہتا ہوں اور جب میں عقل کی روشنی میں گناہ کو دیکھتا
ہوں تو میں اس نتیجہ پر پہنچتا ہوں کہ جن افعال کو گناہ کے نام سے یاد
کیا جاتا ہے وہ سب نبی نوع انسان کے لئے زہر ہیں۔

ہمبرگ کے ایک مجرم کو جب سزائے موت دی جانے لگی
تو اس سے پوچھا گیا کہ تیری خواہش کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ
میری آخری خواہش یہ ہے کہ میری ماں کی لاش کو قبر سے اکھاڑ کر
لایا جائے تاکہ میں اسے پامال کر کے اپنے دل کی جلن کو ٹھنڈا کر سکوں۔
کیونکہ آج پھانسی کے تختہ پر میں اپنی ماں کی بدولت پہنچا ہوں جس
نے مجھے شروع میں چھوٹی چھوٹی چیزوں کے چرانے کی ترغیب دی
اور اس ترغیب کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں ایک ڈاکو بن گیا۔ اور آج قتل
اور خون کے جرم میں مجھے سزائے موت دی جانے والی ہے۔
قیدی کے اس بیان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ معصیت اور گناہ
کی زندگی خود کس طرح انسان کی زندگی کے لئے تباہی کا پیش خیمہ
ثابت ہوتی ہے۔ اس قسم کی ایک دو نہیں لاکھوں مثالیں ہیں کہ
گناہ انسان کو انتہائی پستی میں لے گیا ہے۔

اے نئی روشنی کے نافہم انسان! سوچ اور غور کر! گناہ کس
طرح معاشرتی نظام کو اور انسانی سکون کو برباد کر رہا ہے۔ مذہب
کی خاطر نہیں جنت کے لئے دنیا کے لئے دکھاوے کے لئے نہیں
بلکہ مستقبل کو درخشاں اور خوشگوار بنانے کے لئے گناہ سے بچ جا تا
کہ گناہ میں کشش عارضی ہے یہ مانا کہ سوسائٹی نے تجھے گناہ کی
اجازت دے دی ہے مگر یہ سوسائٹی کا فریب اور دھوکا ہے۔

بقیہ اہم خطوط صفحہ ۳۸ سے آگے

آغاز کیا جس کے مقاصد سنیت کا فروغ اور تبلیغی مشن کو آگے
بڑھانا ہے۔ جس کو آپ نے قائم فرمایا ہے۔ الحمد اللہ اس وقت
آپ کی ہدایات کے مطابق تمام مساجد میں ترجمہ قرآن، نظام
شریعت، اور مشکوۃ شریف وغیرہ کا درس فجر و عشاء میں
دیئے جا رہے ہیں۔ ہر ماہ کے اختتام پر میں ان کی میٹنگ
بلاتا ہوں۔ اور تبلیغی کارکردگی پر تبادلہ خیال کرتا ہوں بیرون
جودھپور بھی یہ سلسلہ تبلیغ جاری کروا رکھا ہے اطلاعاً عرض
ہے۔

مولانا شیر محمد خاں
مدرس دار العلوم اسحاقیہ جودھپور

ج۔ محب محترم .... تہدیہ سلام و رحمت
دار العلوم اسحاقیہ جودھپور راجستھان میں اہلسنت
کی ایک مرکزی دینی درسگاہ ہے۔
جسے مفتی راجستھان عالم جلیل سند المدرسین حضرت
مولانا اشفاق حسین صاحب نعیمی شیخ الحدیث کی خاموش
خدمات نے [illegible] عروج تک پہنچایا ہے۔ ایک بہت ہی قلیل
تنخواہ پر آپ جودھپور تشریف لائے۔ کٹھنائیاں جھیلیں۔
عوام کے طعنے سنے۔ اغیار سے نبرد آزما رہے۔ لیکن یک
در گیر محکم گیر کی پالیسی پر عمل پیرا رہے۔ دھیرے دھیرے
اسہابی سنجیدگی اور خاموشی سے منزل مقصود کی طرف بڑھتے
رہے۔ جس کے نتیجے میں دار العلوم کی کل کی بوسیدہ و شکستہ
عمارت آج اپنی بلندیوں میں ہمدوش ثریا ہے اس وقت
کروڑوں سنی مسلمانوں کے قلوب مولانا کی مٹھی میں ہیں
وہ ایک عظیم فاتح کی حیثیت سے غریب نواز کی راجدھانی
میں سلطان ہند کے مشن اور مسلک رضویت کے نقیب و علمبردار
ہیں خدا انھیں بہت دنوں سلامت رکھے۔ مقرر گرامی مولانا
شیر محمد صاحب دار العلوم اسحاقیہ کے ایک بہت ہی کامیاب
مدرس ہیں۔ اور فن خطابت میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں
بمبئی اور راجستھان موصوف کی خطابت سے گونج [illegible]

(بقیہ صفحہ [illegible])

از محترمہ کوثر منیر صاحبہ، نانڈگاؤں

تہذیبِ نو

دنیا کی کوئی قوم جب اپنے بزرگوں کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر گامزن ہو جاتی ہے تو وہ قوم ذلت اور پستی کی عمیق گہرائیوں میں دھنستی چلی جاتی ہے۔ اس کا کوئی پرسانِ حال نہیں ہوتا۔ وہ ملت ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔ آج ہم اپنے کردار اور اطوار کا بغور مشاہدہ کریں تو ہمیں خود اس بات کا اعتراف کرنا ہوگا کہ ہم نے اپنے اسلاف کے بتائے ہوئے اصولوں اور طریقوں کو چھوڑ کر مغربی طور طریقہ کو اپنا لیا۔ ہم ہر میدان میں مغرب کی تقلید کرنے لگے۔ ہمارا رہن سہن، لباس، پوشاک، بول چال یہاں تک کہ کھانا اور پینا بھی اسی طرز کا ہو گیا۔ ہم دنیا کو سلامتی کی راہ دکھانے کے لئے آئے تھے۔ لیکن خود غلط راہوں میں کھو گئے۔ ہماری اکثریت تعلیم سے بے بہرہ ہے جو طبقہ تعلیم حاصل کر رہا ہے اس کا رجحان انگریزی ہی تعلیم کی طرف ہے۔ دینی تعلیم سے ہٹ کر ہم اپنے بچوں کو انگریزی تعلیم دینے میں فخر محسوس کر رہے ہیں۔ اردو میں تعلیم دینے کی بجائے انگریزی میں تعلیم دلوانا پسند کرتے ہیں۔ ایک طرف تو ہم اردو سے بے انصافی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنی ہی زبان کو گری ہوئی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تعلیم یافتہ طبقہ جو کرسیوں، عہدوں اور دوسرے اونچے مقام پر فائز ہے۔ وہ اپنے بچوں کو اردو پڑھانا معیوب سمجھتا ہے۔ ہمیں انگریزی زبان سے کوئی بیر نہیں۔ بلکہ اس بات کا اعتراف ہے کہ زمانہ کی روش اور ہوا کو دیکھ کر انگریزی سے بے بہرہ رہنا ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی کرنے کے لئے انگریزی پڑھنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ لیکن انگریزی کے ساتھ ساتھ ہم اپنے بچوں کو اردو اور دین کی تعلیم نہ دیں گے تو ہمارے بچے مذہب اور اردو زبان سے بے بہرہ اور بیگانہ ہو جائیں گے۔ صرف انگریزی زبان کا رجحان ہمارے بچوں کو سچا مسلمان اور مجاہد بنانے کی بجائے فلمی ہیرو بننے کی ترغیب دیتا ہے۔ لڑکیاں جو کالج کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرتی ہیں زاہدہ اور مجاہدہ بننے کی بجائے فلمی ہیروئن بننے کی خواہش رکھتی ہیں۔ اور والدین بڑے فخر سے سر اٹھا کر کہتے ہیں کہ ہماری لڑکیاں بھی آج تعلیمی میدان میں کسی اور سے پیچھے نہیں ہیں۔ ہمارے معاشرہ میں اس برائی اور تخریب کاری کا باعث کیا ہے؟ یہ کیسی تعلیم ہے؟ یہ کیسی تہذیب ہے جو ہماری نئی نسل کو گمراہ کر رہی ہے۔ نئی تہذیب ان کے ذہنوں کو مسموم کر رہی ہے۔ اور انہیں دورِ حاضر کے لیلیٰ اور مجنوں بنا رہی ہیں۔ کاش ـــــ ہماری نئی نسل دینی تعلیم بھی حاصل کر کے مجاہد صلاح الدین اور مجاہدہ لیلیٰ خالد بنے!

ہمارے پاس کلام الٰہی کی شکل میں ایک ایسا مکمل ضابطۂ حیات موجود ہے جس کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی غیر کی تقلید کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر ہم اس کی روشنی میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کریں تاکہ ہماری اولاد بھی اس سے بہرہ ور ہو۔ اگر ہم ایسا کریں تو ایسا معاشرہ وجود میں آ سکتا ہے جس پر ہم فخر کر سکتے ہیں۔ ورنہ تہذیبِ نو کا یہ تاریک اجالا ہماری نئی نسل کو ذلت اور پستی کے خوفناک اندھیرے میں ڈھکیل دے گا۔ ○

مولانا وکیل الرحمٰن صاحب کلکتہ

کلکتہ میں سُنی تبلیغی جماعت کا پرتپاک خیر مقدم

خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی جو لاکھوں لاکھ سنیوں کے عظیم قائد اور محبوب رہنما ہیں۔ وہ برسوں کے بعد ۱۵؍ فروری ۸۰ء کو کلکتہ کے پروگرام پر تشریف لائے اور اس سفر کا مقصد سنی تبلیغی جماعت کی تشہیر اور اس کا فروغ تھا۔

چنانچہ اسی بنیاد پر حضرت علامہ نظامی نے ۷؍ ربیع الآخر شریف مطابق ۲۴؍ فروری کو ایک مجلس شوریٰ طلب کی اور حضرت ہی کے ایماء پر جناب مولانا قاری عبد القیوم صاحب سربراہ سنی تبلیغی جماعت بمبئی نے اس کی صدارت فرمائی جس میں حسب ذیل افراد نے شرکت فرمائی۔

(۱) مولانا حسن رضا خاں صاحب پٹنہ، ۲؍ مولانا رفیق احمد عزیزی مظفر پور، ۳؍ مولانا قطب الدین تیلنی پاڑہ، ۴؍ قاضی سراج احمد ریکشا روڈ، ۵؍ محمد کلیم الدین حبیبی پارک سرکس، ۶؍ محمود عالم گیاوی، ۷؍ مولانا مستقیم کانٹا پوکھر، ۸؍ مولانا محمد نور الحسن منظر القادری تلہٹی، ۹؍ مولانا محمد سراج الدین بارکپور، ۱۰؍ مولانا محمد حسین اشرفی بارکپور، ۱۱؍ محمد سعید رضوی الیسٹ روڈ، ۱۲؍ مولانا محمد رفیق مسجد تالاب، ۱۳؍ محمد اسرائیل خاں بیڈن روڈ لائن ۱۴؍ حافظ محمد اسلام شیب پور ہوڑہ، ۱۵؍ مولانا محمد قاسم علوی مٹیا برج، ۱۶؍ محمد سلیم احمد صاحب اکڑا روڈ، ۱۷؍ محمد عظیم خاں صاحب ۱۸؍ مولانا رئیس القادری بنیلس روڈ، ۱۹؍ محمد سلیم المرتضیٰ ۲۰؍ محمد سلیم حبیبی دار العلوم ضیاء الاسلام، ۲۱؍ شیخ حیدر تیلنی پاڑہ ۲۲؍ ایس جمیل احمد ہنگلی۔ ۲۳ حافظ عزیز الرحمٰن شریف لائن۔ ۲۴؍ محمد علی اعظم خاں۔ ۲۵؍ وصی احمد الیسٹ روڈ، ۲۶؍ مرزا قمر الدین بیگ واٹ روڈ، ۲۷؍ عبد الستار باگ کھال، ۲۸؍ حافظ غلام ربانی شوق مظفر پور، ۲۹؍ مولانا انور حسین فیل خانہ وغیرہ وغیرہ۔

مختصر یہ کہ اس مجلس شوریٰ میں علماء اہلسنت ائمہ مساجد اور عمائد شہر نے بڑے جوش وخروش سے شرکت فرمائی۔ اگر سب کا نام دیا جائے تو بڑی طویل فہرست ہو جائے گی۔ خود حضرت مولانا محمد قاسم علوی کی قیادت میں بزم رضا مصطفےٰ کے ارکان کی بہت بڑی تعداد شریک ہوئی۔ غرضکہ ایک بہت ہی خوشگوار ماحول میں گھنٹوں میٹنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ مفکر اسلام مولانا حسن رضا خاں صاحب، مقرر گرامی مولانا عبد القیوم صاحب اور حضرت علامہ نظامی صاحب نے سنی تبلیغی جماعت کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالی جسے پورے مجمع نے وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے بطیب خاطر قبول کیا اور اس وقت کلکتہ اور نواح کلکتہ کا سنی مسلمان سنی تبلیغی جماعت کے لئے فرش راہ ہے۔

خدا کا شکر ہے اکثر مساجد میں سنی تبلیغی جماعت کے زیر اہتمام درس قرآن کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور عنقریب ایک گشتی دستہ وفد کی شکل میں دورہ کرے گا۔ تاکہ وہ تبلیغ کے ساتھ اس کا سروے کر سکے کہ کتنی مساجد میں درس قرآن ہو رہا ہے۔

۲۴؍ فروری کو مجلس شوریٰ میں حسب ذیل تجاویز بالاتفاق رائے منظور کی گئیں۔ تجویز ۱۔ آج کی نشست میں مشترکہ طور پر طے پایا کہ مسجد ۳۳ رپن لائن کلکتہ ۱۶ کے طویل وعریض ہال کو سنی تبلیغی جماعت کا مرکزی آفس قرار دیا جائے۔ اس کی منظوری امام مسجد اور چند سربراہان محلہ سے حاصل کی گئی۔ اس کے بعد مجلس شوریٰ نے اپنی منظوری دیدی۔

تجویز نمبر ۶ آج کی نشست میں مشترکہ طور پر (حضرت مولانا) وکیل الرحمن صاحب امام مسجد رپن لائن کو سربراہ اعلیٰ اور جناب قاضی سراج الدین احمد صاحب جج اور محمد اسرائیل خان صاحب اشرفی کو نقیب جماعت منتخب کیا گیا۔

تجویز نمبر ۷ آج کی نشست میں تقسیم کار کی حیثیت سے حسب ذیل حضرات کو ان کے حلقے کا سربراہ منتخب کیا گیا۔

اسماء گرامی

۱ تپسیال دربار کپور ــــــ مولانا سراج احمد صاحب
۲ تیسیہ پورہ تکیہ پاڑہ ــــــ مولانا انیس الرحمن صاحب
۳ کانچی پاڑہ گمر مار دانڈی گلی ــــــ مولانا منتظر القادری
۴ دریشہ نیج خضر پور ــــــ مولانا رفیق احمد صاحب
۵ شیابرج اکڑا روڈ ــــــ مولانا قاسم علوی۔
۶ کوشی پور لوتن پور اقبال پورہ وغیرہ ــــــ مولانا محمد مستقیم صاحب
۷ تیسیہ پاڑہ ــــــ مولانا قطب الدین صاحب
۸ پورہ خیل خانہ ــــــ مولانا انوار حسین صاحب

نوٹ:۔ مولانا عزیز اللہ صاحب منظری مجلس شوریٰ میں شریک نہیں ہو سکے۔ مگر وہ اپنے حلقے میں تبلیغی کام انجام دے رہے ہیں۔ علامہ نظامی نے فرمایا کہ مولانا سے گزارش کی جائے گی کہ وہ اپنے تبلیغی مشن کو سنی تبلیغی جماعت سے وابستہ کردیں۔

تاکہ جماعتی سطح مضبوط و مستحکم ہو جائے۔ علامہ نظامی نے خصوصی طور پر گفتگو فرماتے ہوئے جناب انور علی صاحب انصاری سکریٹری شاخ سنی تبلیغی جماعت بھونڈی کا ذکر فرمایا۔ اور بھونڈی کے علماء ائمہ مساجد وارکان کی تحسین فرمائی۔

نیز عزت مآب الحاج بڈن صاحب قادری رضوی کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کے حق میں دعا کی۔ نیز بانسی، جودھپور، اور دیگر شاخہائے سنی تبلیغی جماعت کے حق میں دعا فرمائی۔ اور فرمایا کہ سنی تبلیغی جماعت کلکتہ کی ترقی کے لئے وہ عنقریب اپنی خدمات پیش کریں گے۔

مجلس شوریٰ میں اس بات پر زور دیا گیا کہ ماہنامہ "پاسبان" کی توسیع اشاعت کی مہم چلائی جائے تاکہ ہماری جماعتی کارگزاری سے عوام و خواص واقف ہوتے رہیں۔ چونکہ ماہنامہ "پاسبان" سنی تبلیغی جماعت کا آرگن و ترجمان ہے۔ اس لئے یہ کام پاسبان ہی سے لیا جا سکتا ہے۔

سلام و قیام اور دعا پر مجلس شوریٰ کی کارروائی ختم ہوئی۔

(مولانا) وکیل الرحمن امام مسجد ۳۳ رپن لائن کلکتہ ۱۶

گروا:۔ تمام مسلمانان وطن و بیرون وطن کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ گروا تھانہ ضلع گیا بہار کے عام مسلمانوں کو چند مسلم نما غدار قوم و ملت، مولوی و عالم صفت منافقین و معاندین نے تقریباً چار پانچ سال سے اختراعی حدیثوں کو سنا سنا کر ضلالت و گمراہی کے عمیق غار میں ڈال دینے کی کوشش کی تھی اور سادہ لوح اور سیدھے سادے عوام کے ایمان و عقیدہ پر ڈاکہ ڈالنا چاہا تھا۔ حتیٰ کہ گھر گھر میں تفریق کرا دینے کی سازش بھی اپنائی تھی۔ مگر خدائے تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ فاضل جلیل حضرت مولانا شمس الدین احمد صاحب رضوی مدرس دارالعلوم خیریہ نظامیہ سہسرام نے تشریف لاکر کلمہ طیبہ کو موضوع سخن بنا کر انتہائی عقیدت افروز تقریر فرمائی۔ اور محبت و اطاعت رسول کی اہمیت و افضلیت بتائی۔ کہ جس نے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کی گویا اس نے خدا کی اطاعت کر لی۔ اور جس کے ہاتھوں سے رسول کا دامن عظمت چھوٹ گیا۔ پھر وہ بے سہارا ادھر ادھر بھٹکتا پھرے گا۔ پھر آخر میں حضرت مولانا نے ان غداران رسول اور مولوی نما شیطان کی مذمت کرتے ہوئے عوام کو ان سے دور رہنے کی اپیل کی۔ اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے ایمان و عقیدے میں پختگی عطا فرمائے آمین۔ پھر صلوٰۃ و سلام کے بعد جلسہ کا اختتام ہوا۔

(اراکین جلسہ گروا ضلع گیا (بہار)

(ادارہ)

چند اہم خطوط اور ان کے جوابات

جگدل پور ایم پی۔ مخدوم گرامی ...... سلام عقیدت

میں کل جگدل پور (ایم، پی) کے جلسے میں پہنچا، مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ یہاں سنی تبلیغی جماعت کا کام بہت اچھے ڈھنگ سے ہو رہا ہے۔ یہاں کی جامع مسجد میں روزانہ بعد نماز عشاء درس قرآن اور روزانہ بعد نماز مغرب گشت اور حلقہ ذکر کرتے ہیں۔ یہ حضرات سنی تبلیغی جماعت کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کر رہے ہیں۔ کل اس کی تاریخ ہے اس کا سہرا حضرت مولانا اسلام الرحمٰن صاحب خطیب جامع مسجد جگدل پور کے سر ہے۔ اس اجلاس میں میرے علاوہ اسلام الرحمٰن صاحب مولانا غلام مصطفےٰ صاحب جے پور مولانا عبدالرحیم صاحب کیشکال وغیرہ شریک ہو رہے ہیں۔

(خطیب الہند حضرت مولانا) حسن رضا خاں، ایم، اے، پی، ایچ، ڈی،۔

ج۔ خطیب الہند حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب ہماری جماعت کے ایک بہت ہی ممتاز و منفرد اور شہرہ آفاق مقرر ہیں وہ اپنی خطابت و اظہار خیال میں جس اسلوب بیان کو اختیار کرتے ہیں اس میں وہ اپنی آپ خود مثال ہیں۔ بلند سے بلند تر مضامین کو سائنٹفک اصول کے تحت ذہن و فکر اور قلب و جگر میں اتار دینا۔ ان کا خصوصی حصہ ہے۔ ان میں ملت اور مسلک اہل سنت کا درد ہے۔ ان کا یہی وہ دینی جذبہ ہے جس کے تحت "اعلیٰحضرت" کے تفقہ فی الدین پر پٹنہ یونیورسٹی سے ریسرچ کیا ہے۔

اور ان کو پی، ایچ، ڈی کی ڈگری مل چکی ہے۔ کتابت کا کام ہونے جا رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ایک ایسی کتاب منظر عام پر آئے گی جس سے بہت سے اہل قلم کو ایک نیا موڑ ملے گا۔ میں پاسبان کے ذریعہ مولانا اسلام الرحمٰن صاحب خطیب جامع مسجد جگدل پور کو ان کی کار کردگی اور شاندار کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اگر ایسے ہی ائمہ مساجد ہمارے قوت بازو بن جائیں تو سنی تبلیغی جماعت کا کام بہت تیزی سے آگے بڑھ جائے۔ تشہیر کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ ملک کے دینی اجلاس سنی تبلیغی جماعت کے زیر اہتمام کئے جائیں۔ اور ان میں عوام کو سنی تبلیغی جماعت کے اغراض و مقاصد بھی سمجھائے جائیں۔ اس طرح لوگوں میں لگن پیدا ہوگی اور جماعتی شعور بیدار ہوگی۔

جودھ پور۔ محترم حضرت نظامی صاحب قبلہ

...... سلام سنت و رحمت۔

غرض آنکہ جب آنمحترم مکرانہ سے دارالعلوم اسحاقیہ تشریف فرما ہوئے تھے۔ تو مفتی صاحب قبلہ نے آپ سے فرمایا تھا کہ مولانا شیر محمد بھی جودھ پور میں آپ کی جماعت کے نہج پر تبلیغی پروگرام شروع کریں گے۔ اللہ کا شکر ہے آپ کے تشریف لے آنے کے بعد حضرت مفتی صاحب اور آپ کے ارشاد عالیہ کے مطابق تمام ائمہ مساجد کی ایک میٹنگ بلا کر "بزم ائمہ مساجد" کے تحت کام کا

ہماری خبریں

(ادارہ)

بھیونڈی :- آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت کا اظہار تعزیت

جامع مسجد شمع نگر بھیونڈی کے متولی اور سنی تبلیغی جماعت بھیونڈی کے جنرل سکریٹری جناب انور علی صاحب انصاری کی والدہ ماجدہ ۱۲ر فروری ۱۹۸۰ء بروز منگل شب میں ۱۱ بجے اس دار فانی سے رحلت فرما گئیں۔

- انا للہ وانا الیہ راجعون -

۱۳ر فرور بروز بدھ صبح ۱۰ بجے مرحومہ کو اپنے ہی باغ (احمد باغ شمع نگر) میں ائمہ مساجد، علماء کرام اور احباب و اعزا کے ہاتھوں سپرد خاک کیا گیا۔ جمعرات کو بعد نماز عشا سنی تبلیغی جماعت کے زیر اہتمام قرآن خوانی اور جلسہ تعزیت منعقد ہوا۔ جس میں بھیونڈی کے ائمہ مساجد علماء کرام اور عمائدین شہر نے خاص طور سے شرکت کی ——— حضرت مولانا امام علی صاحب صدر سنی تبلیغی جماعت بھیونڈی کی صدارت میں جلسہ شروع ہوا۔ اور حافظ قاری نور الحق صاحب خطیب جامع مسجد شمع نگر اور حضرت مولانا سمیع اللہ صاحب امجدی نے نصیحت آموز تقریریں کیں۔ مولانا نے مرحومہ کے لئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر و تحمل کی دعا فرمائی۔ آخر میں مرحومہ پر عقیدت کے پھول و چادر پیش کئے گئے۔ اور فاتحہ کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

— اراکین آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت بھیونڈی۔

جمشید پور :- صابری مسجد، بگان شاہی، جمشید پور میں روزانہ بعد نماز مغرب حضرت مولانا قاری حافظ فضل حق صاحب مصباحی مہتمم دار العلوم غوثیہ نظامیہ جمشید پور حسب پروگرام سنی تبلیغی جماعت شرح مشکوۃ شریف کا درس دیتے ہیں۔ الحمد للہ عوام و خواص نہایت دلچسپی سے شریک ہوتے ہیں اور محظوظ ہوتے ہیں ———

سہسرام :- ——— مولانا عبد المبین نعمانی جمشید پور۔

نظامی دار المطالعہ دار العلوم خیریہ نظامیہ سہسرام

نظامی دار المطالعہ :- جس کا قیام آج سے تقریباً بیس سال پہلے حضرت علامہ کامل سہسرامی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تحریک پر عمل میں آیا تھا۔ جس کے اہتمام و انتظام کی پوری ذمہ داری دار العلوم کے طلبہ پر ہے۔ حضرت علامہ کی کوشش و کاوش سے سال بہ سال کتابوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ جس میں اب تک متعدد علوم و فنون کی تقریباً ایک ہزار کتابیں اکٹھا ہو چکی ہیں۔ اور طلبہ اس سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ کاش حضرت علامہ کامل سہسرامی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات کے چند ہی سال اور ہوتے تو دار العلوم کے ساتھ ساتھ انبائے دار العلوم (نظامی دار المطالعہ) کی بھی اچھی طرح پرورش و پرداخت ہوتی۔ خدائے قدیر حضرت علامہ علیہ الرحمہ کی تربت پر رحمت و نور کی برکھا برسائے اور ان کے لگائے ہوئے باغ (دار العلوم و دار المطالعہ) کو سدا بہار بنائے۔ - آمین -

دار المطالعہ کے سال رواں کے عہدہ داران حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا حافظ محمد فضل الرحمٰن صاحب قبلہ سرپرست۔
۲۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب صدر ۔۳ مولوی منظور علی نیپالی نائب صدر ۔۴ مولوی سلطان احمد ولادی دھنبادی سکریٹری وخازن ۔۵ ۔مولوی رئیس احمد بھاگلپوری جوائنٹ سکریٹری ۔۶ مولوی اشفاق احمد لائبریرین ۔۷ .حافظ غلام سرور صاحب نائب لائبریرین۔ محمد جہانگیر بھاگلپوری ناظم نشر و اشاعت مولوی ممتاز علی نائب ناظم نشر و اشاعت ۔ ناظم نشر و اشاعت نظامی دارالمطالعہ سہسرام۔

حضرت علامہ نظامی کا تقریری پروگرام

نوٹ:۔ امسال برسوں کے بعد ترجمان مسلک اہلسنت شہنشاہ خطابت حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی نے کلکتہ اور مضافات کلکتہ کو وقت عنایت فرمایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پورے علاقے میں سنی تبلیغی جماعت کی لہر پیدا ہو گئی اور مذہب اہلسنت و مسلک رضویت کی دھوم دھام مچ گئی جب ذیل مقامات پر پروگرام ہوئے۔

			آئندہ کے پروگرام		
چاندنی چوک	"	کلکتہ			
متصل رین لائن	"	"	میکلوڈ اسٹریٹ	"	کلکتہ
بھدرک	"	اڑیسہ	بارک پور صدر بازار	"	ہوڑہ
گوبخی دوہ	"	"	رسدا اسٹریٹ	"	کلکتہ
نارتھ رینج	"	کلکتہ	صابر ہوٹل	"	"
رین اسٹریٹ	"	"	انڈال	"	بردوان
ملک بازار	"	"	کانکی	"	پورلیہ بنگال
چاندنی چوک مسجد	"	"	برن پور	"	بردوان
نیو مارکیٹ	"	"	بوکارو اسٹیل سٹی	"	دھنباد
ٹیٹا گڑھ	"	اسٹیشن روڈ	خانقاہ شہبازیہ	"	بھاگلپور
رین لائن	"	کلکتہ	سنگرام پور	"	"
رین اسٹریٹ	"	غر ۲۴	ڈمراواں	"	"
گوتموری	"	جمشید پور	چریا	"	"
آزاد نگر	"	"	عمر پور	"	"
دھنکی ڈیہہ	"	"	سبھانپور کٹوریہ	"	"
جگسلائی	"	"	انگس	"	ضلع ہگلی
شیب پور	"	ہوڑہ	نوادہ	"	" گیا
رین لائن مسجد	"	کلکتہ	بکسر	"	بھوجپور
فیل خانہ	"	"	فیض الغرباء	"	آرہ
باگ کھال	"	"	مدرسہ خیریہ نظامیہ	"	سہسرام
ندیا جوت مل تلہٹی	"	"	مدرسہ ضیاء الاسلام	"	تکیہ باڑہ ہوڑہ

سورو	"	"	"	ضلع بالیسر
دھام نگر شریف	"	"	"	" " "
کٹک	"	"	"	اڑیسہ
واٹ گنج خضر پور	"	"	"	کلکتہ
ناگپور	"	"	"	(دس روزہ پروگرام پر)
دھرم پور	"	"	"	بردوان

نوٹ:۔ شہنشاہ خطابت، خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی مسلک اہلسنت کے ترجمان ہیں ۔ جس طرف پہنچ گئے ۔رضویت کا جھنڈا نصب کر دیا ۔ ایوان باطل میں زلزلہ آیا اور سنیوں کی باچھیں کھل گئیں ۔ رئیس کلکتہ عالی جناب ڈاکٹر محمد علیم الدین صاحب قادری قدیری کلکتہ کے اکثر پروگرام میں شریک رہے بہت سے مقامات پر علامہ نظامی کے ٹیپ سنے جا رہے ہیں ۔ اور ہر طرف سنی تبلیغی جماعت کا بول بالا ہو گیا ہے۔

(قاری عبدالجبار نظامی متعلم دارالعلوم غریب نواز)

اڑیسہ میں مذہبی و درسی کتابوں کا واحد مرکز حبیبی کتاب گھر، متصل جامعہ قادریہ حبیبیہ بھدرک ضلع بالیسر اڑیسہ۔ ۔ یہاں سے پاسبان بھی دستیاب ہے۔